عزیز کرنول

اللہ اعلیٰ واجل

ستمبر ۱۹۷۲ء

ضلع کرنول سے شائع ہونے والا اردو کا واحد مذہبی اخبار

ماہ نامہ

عزیز کرنول

ایڈیٹر
عبدالعزیز رحمانی

نرخنامہ
معاونین سے ۱۵ روپیہ سالانہ
عام خریداروں سے ۸ " "
ششماہی ۴ " ۵۰ پیسے
سہ ماہی ۲ " ۲۵ "
فی پرچہ ۷۵ پیسے
مدارس و انجمنوں سے سالانہ ۸ روپیہ

جلد (۲) یکم اگست ۱۹۷۲ء ۲۲ رجب ۱۳۹۲ھ جمعہ شمارہ ۵

قرآن مجید میں ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب (الزمر) یعنے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

مذکورہ کلام میں استفہام انکاری ہے کہ یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ان دونوں میں زمین آسمان کا بعد اور آگ پانی کا فرق ہے۔ ارباب علم علوم الٰہیہ کے مالک ہیں۔ انبیاء کے وارث ہیں عالم اجتہاد میں خطا بھی کرے اللہ اس کو ثواب دیتا ہے جاہل کو یہ درجہ مرتبہ نہیں اگرچہ وہ جد وجہد کرے پھر بھی جہنم کا ایندھن ہے قرآن مجید کے مختلف مقاموں میں علماء کی عظمت و شان بیان کی گئی ہے ان کے درجے اور مرتبے بتلائے گئے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انہیں علماء کرام کو شریعت کے کفیل اور ذمہ دار قرار دیا ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ جہل کی سخت تذلیل اور تحقیر کی گئی ہے کفر و شرک کو جہل بتایا گیا ہے اللہ کا قہر و غضب اور جہنم کا ایندھن قرار دیا گیا ہے۔ بجا طور پر بڑے بڑے انبیاء کرام جہالت سے پناہ مانگتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قاضی ہیں ایک جنت میں جائیگا اور دو جہنم رسید ہونگے۔ فرمایا جو شخص علم حاصل کیا اور علم کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اور دو شخصوں میں ایک علم حاصل کیا لیکن علم کے خلاف فیصلہ کیا دوسرا علم حاصل نہیں کیا اور فیصلہ کیا یہ دونوں جہنم رسید ہوں گے۔

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر ادوار میں تین امام ذی شان ہیں علوم کے پہاڑ ہیں انہیں سے

علماء اسلام خصوصاً علماء دیوبند سے سوال

دین کی حفاظت ہوئی قرآن و حدیث کی اشاعت ہوئی ان کے تبحر علمی کے سامنے دنیا نے اپنی گردن جھکا دی یہی لوگ دین کے حامی اور کفیل تھے جنہوں نے اپنی زندگی اور جان کی بازی لگا کر دین کی تبلیغ اور اشاعت میں کسی کی پرواہ نہیں کی۔ فجزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین الی یوم الدین آمین۔

ان آئمہ ثلاثہ میں اول حضرت امام مالک رحمہ ہیں ان کی شان میں ہے قال ابو عبداللہ رایت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد قاعدا والناس حولہ ومالک قائم بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسک فہو یاخذ منہ قبضۃ قبضۃ ویرفعہا الی مالک ومالک یذرہا علی الناس قال مطرف فاولت ذالک العلم واتباع السنۃ۔ ابو عبداللہ نے کہا میں نے خواب دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں آپ کے اطراف لوگ ہیں اور مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مشک کا ڈھیر ہے آپ اس ڈھیر سے مٹھی بھر کر مالک کو دیتے ہیں اور مالک تمام لوگوں میں پھیلاتے تھے۔ مطرف نے اس کی تعبیر بتائی وہ علم و اتباع سنت نبوی ہے دوسرے امام شافعی رحمہ ہیں۔ شافعی خود کہتے ہیں رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال لی یا غلام من انت فقلت من رھطک یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنوت منہ فاخذ من ریقہ ففتحت فاہ فامر من ریقہ علی لسانی وفمی وشفتی

فقال امش بارک اللہ فیک یعنی امام شافعی رحمہ نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے لڑکے! تو کون ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کے قبیلہ کا ہوں آپ نے فرمایا میرے قریب آ۔ میں آپ کے قریب آیا تو آپ نے اپنا لعاب مبارک لیا جب میں نے اپنا منہ کھول دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک میرے منہ میں زبان پر اور ہونٹوں پر بہا دیا اور فرمایا جا اللہ تجھ کو برکت دے۔

نیز امام شافعی رحمہ فرماتے ہیں وقال ایضا رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فی زمان الصبا رجلا قوا جبیۃ یؤم الناس فی مسجد الحرام فلما فرغ من صلاتہ اقبل علی الناس یعلمہم فدنوت منہ فقلت علمنی فاخرج میزانا من کمہ فاعطانی وقال ہذا لک قال الشافعی وکان ہناک معبر فعرضت الرویا علیہ فقال انک تصیر اماما فی العلم وتکون علی السنۃ لان امام مسجد الحرام افضل الائمۃ کلہم واما المیزان فانک تصیب حقیقۃ الشئی فی نفسہ۔ حضرت شافعی فرماتے ہیں میرا بچپن تھا کہ میں نے خواب دیکھا ایک شخص پر ہیبت مسجد الحرام میں لوگوں کی امامت کر رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو بیٹھے اور وعظ و نصیحت کی امام شافعی کہتے ہیں میں آپ کے قریب بیٹھا اور کہا مجھے تعلیم دیجئے۔ آپ نے کرتے کی ایک ترازو نکالی

اور مجھ کو دیا نیز فرمایا یہ تیرے لئے ہے امام شافعی رحمہ کہتے ہیں اس جگہ ایک تعبیر بتلانے والا تھا میں نے اپنا خواب اس سے بیان کیا اس نے تعبیر بتائی کہ تو علم میں امام ہونے والا ہے سنت نبوی پر قائم رہے گا اور ترازو سے مراد ہے کہ تو ہر چیز کی حقیقت کو پہنچے گا۔

تیسرے امام احمد بن حنبل رحمہ ہیں جنہوں نے خلق قرآن کے مسئلہ میں تن تنہا امیر المومنین اور رسا معتزلہ کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ دربار خلافت میں آپ کی ننگی پیٹھ پر جلادوں نے کوڑے لگائے حضرت میمون بن الاصبغ نے کہا میں وہاں حاضر تھا اور دیکھ رہا تھا جب احمد بن حنبل رحمہ کی ننگی پیٹھ پر پہلا کوڑا پڑا آپ کی زبان سے بسم اللہ نکلا دوسرا کوڑا پڑا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا جب تیسرا کوڑا پڑا تو کہا القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ یعنی قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں ہے۔ جب چوتھا کوڑا پڑا تو کہا لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا یعنی ہم کو وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ نے مقدر کیا ہے۔ جب انتیس کوڑے پڑے تو آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور پاجامہ اتر کر گھٹنے کے قریب آ گیا آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کچھ کہا پاجامہ فوراً اوپر چڑھ گیا اور اپنے اصلی مقام پر ٹھہر گیا پھر نیچے نہیں اترا حضرت میمون نے کہا سات دن کے بعد میں احمد حنبل کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ نے اس وقت کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا اللہم انی اسئلک باسمک الذی ملات بہ العرش ان کنت تعلم انی علی الصواب فلا تہتک لی سترا۔ الٰہی میں تیرے نام کی برکت سے کہ جس کی برکت سے عرش بھر گیا ہے سوال کرتا ہوں اگر تو جانتا ہے میں حق پر ہوں تو میری حرمت کو نہ توڑ

احمد بن محمد الکندی نے احمد بن حنبل کو
وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور
پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟
آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے بخش دیا
اور کہا احمد تو میری راہ میں مارا گیا؟
میں نے کہا ہاں الٰہا اے رب۔ اللہ نے
کہا اے احمد یہ میرا چہرہ ہے میں نے
اس کی طرف نظر کرنا تیرے لئے
مباح کر دیا ہے بس میرا چہرہ دیکھا کرو۔
یہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے دنیا میں
علم دین حاصل کیا اور علم دین میں کمال
حاصل کیا۔ دنیا علم میں مجتہد اعظم و قرآن
کے امام ہوئے پس مرتبے اللہ کے مقبول
کے مقرب ہوئے ان رضا اللہ عنہم ان
بزرگان دین کے بعد میں ابو حنیفہ کو
داخل کر رہا ہوں آئمہ دین کی صف اور
تو یہ بھی نہیں ہے آیت کریمہ ھل یستوی
الذین یعلمون والذین لا یعلمون سے انکار
ہے کیونکہ ابو حنیفہ نے دین کا کوئی علم
حاصل نہیں کیا قرآن، حدیث، اصول
حدیث، اصول فقہ اور ادب وغیرہ
کچھ نہیں جانتے تھے بلکہ اہل الرائے
تھے جیسے خیالی گھوڑے دوڑاتے تھے
ویسے فتوے دیتے تھے۔ جس سے
زیادہ تر اسلام کو نقصان پہنچا اور
یہی وجہ ہے کہ ان کی شان اور
منقبت میں کچھ صحیح خبر بھی نہیں
جاری ہوئی کہ جس میں کبھی ایک دن
بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں نہیں دیکھا نہ کسی نے ان کی
شان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا اور نہ آپ ہیں مرگ کسی
کے خواب میں ان کی بخشش کی بشارت
دی گئی پھر ایسے آدمی کی قیامت کے
دن کیا نجات ہوگی۔ ہمیں کیسے امید
ہو سکتی ہے۔
جابر بن محمد "جابر امام برحق"
سعید حجرث ہے اور اہل [illegible]
اھدنا الصراط المستقیم آمین ثم آمین

تجلی کی درایت

ماہنامہ تجلی دیوبند جون ۱۹۶۲ء
صفحہ ۷ کالم دو میں ہے۔
حدیث اور فقہ:— کسی ذی علم
عالم کی منتخب کردہ احادیث کا مطالعہ
تو الگ بات ہے لیکن یہ جو کتب احادیث
کے اردو ترجمے پھیل رہے ہیں یہ عوام
کے لئے مفید نہیں بلکہ اکثر حالتوں میں
مضر ہیں کیونکہ ان میں تمام وہ حدیثیں
موجود ہیں جو تکمیل دین سے قبل کے
زمانے کی ہیں دین تدریجاً نازل ہوا
ایک دور تھا جب شراب اور سود تک
حرام قرار نہیں پائے تھے۔ ایک وقت
تھا نماز میں کلام کرنا اور ادھر ادھر دیکھنا
بھی ممنوع نہیں تھا۔ اب احادیث
کے ساتھ وقت، تاریخ اور پس منظر و پیش
منظر تو درج ہوتا نہیں اس لئے
عوام الجہول مسلسل غلطی کا شکار رہتے ہیں
علاوہ ازیں اور بھی باریکیاں ہیں
جنہیں سمجھے بغیر احادیث کے ذخیرے
سے کما حقہ فائدہ اٹھانا ممکن نہیں۔
اس تمہید کے بعد ہم عرض کرتے ہیں
کہ ہر مسئلہ میں اپنے فقہ کی رائے
معلوم کیجئے اور اسی پر چلئے دو سجدوں
کے درمیان بیٹھنے کی مدت یا اور کوئی بھی
مسئلہ براہ راست حدیث سے اخذ نہ
کیجئے کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ حدیث کس
وقت کی ہے اور دوسری احادیث سے
اس حدیث کا کیا مفہوم متعین ہوتا ہے
فقہائے ہر مسئلہ میں تمام متعلقہ احادیث
اور آیات پر غور کرنے کے بعد بنا بر تدبر
و تدبیر سے قواعد و احکام کا تعین کیا ہے
ان پر بھروسہ ہی عوام کی عافیت ہے۔
دو سجدوں کے درمیان بس اتنا بیٹھنا
کافی ہے کہ اطمینان سے بیٹھنے کی ہیئت
ہو جائے توقف کی ضرورت نہیں ہے
آجکل جو لیسے بھی امام کو مختصر نماز
پڑھانی چاہئے رکوع و سجود میں تین تین
بار تسبیح کافی ہے تو رکوع کے بعد
کا قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان
کا جلسہ بس اتنا ہی ہونا چاہئے کہ قیام
و قعود کی ٹھیک ہیئت بن جائے
دیر مناسب نہیں۔

اقول:— اس نکتہ زندگی
کے عروج آج چودہ سو سال بعد یہ
نکتہ کھلا کہ تکمیل دین سے قبل زمانے کی
احادیث ناکارہ اور فرسودہ ہیں
قابل عمل اور حجت نہیں افسوس یہ
نکتہ نہ ابو حنیفہ کو معلوم ہوا اور
نہ کسی کرخی اور طحاوی پر ظاہر ہوا
یہ بیچارے تو دنیا سے چل بسے انا للہ
عوام کا عقیدہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ
بند ہو گیا آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد
نہیں ہو سکتا یہ عقیدہ باطل محض ہے
آج بھی عامر صاحب جیسے مجتہد پیدا
ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے
جناب عامر صاحب! یہ نکتہ کیا
صرف احادیث تک محدود ہے؟
قرآن پر بھی جاری ساری ہے کیونکہ
قرآن مجید تکمیل دین سے پہلے بڑی
مقدار میں نازل ہو چکا تھا لہٰذا وہ بھی
ناکارہ و فرسودہ ہے عوام کے لئے
مفید نہیں بلکہ اکثر حالتوں میں مضر ہے
نیز قرآن کی آیتوں میں کسی آیت کا وقت
تاریخ اور پس منظر و پیش منظر موجود نہیں
لہٰذا ایسے گمراہ کن قرآن کی قوم کو کیا
ضرورت ہے؟ اب ہر مسلمان کا یہی
فرض ہے کہ وہ اپنی ذات کو قرآن سے
بچائے رکھے۔ ورنہ جہنم کا کندہ ناتراش
ہوگا العیاذ باللہ۔
نوٹ:— شاید یہی نکتہ ہوگا کہ ابو حنیفہ
نے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل نہیں
کی؟
جناب عامر صاحب! یہ وقت نکتہ
صرف قرآن و حدیث تک ہی ہے یا آپ
کے فقہ پر بھی جاری ساری ہے کیونکہ
آپ کا فقہ آج تک تکمیل نہ پا سکا
کیونکہ آپ بھی تو نئے نئے مسائل
درج فرماتے جا رہے ہیں اور آپ
کے بعد بھی کتنے پیدا ہوں گے اور
وہ بھی اپنے اپنے مسائل سے فقہ کے
حجم کو زیادہ کریں گے فقہ کبھی کامل
نہیں ہو سکتا البتہ جس دن اسرافیل
صور پھونکیں گے اس دن فقہ کامل
ہوگا غرض آجکل فقہ ناتمام اور غیر مکمل
ہے لہٰذا فقہ ناکارہ، فرسودہ، مردود
اور گمراہ کن ہے۔ عوام کے لئے مفید
نہیں بلکہ اکثر حالتوں میں مضر ہے
نیز فقہ کے مسائل میں کسی مسئلہ کا وقت
تاریخ پس منظر و پیش منظر موجود نہیں
قرآن و حدیث میں نسبت ہے کہ بنانے
والا معلوم ہے فقہ کے مسائل میں بنانے
والے کا بھی پتہ نہیں ممکن ہے کہ یہود و
نصاریٰ مسلمانوں کے بھیس میں ظاہر
ہوئے ہوں اور اپنے گمراہ کن
خیالات کے مسائل بنائے ہوں
تو اس صورت میں ایسے گمراہ کن
فقہ کی قوم کو کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ
اب ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جہاں تک
وہ اپنی ذات کو اس فقہ سے محفوظ رکھے
ورنہ جہنم رسید ہوگا العیاذ باللہ
محترم قارئین! غور کریں یہ لوگ قرآن
و حدیث کو باطل کرنے کے لئے کیسی
چکر بازیاں فرماتے ہیں اور ان کے
خیالات و عقائد کس قدر حدیث سے
متنفر ہیں اس بنا پر اسلام کہاں
اور منکر اسلام ۔۔۔! عجب
عامر صاحب نے بتایا تکمیل دین
سے قبل کا زمانہ مضر ہے لیکن یہ نہیں
بتایا کہ وہ کونسا زمانہ ہے کب آیا؟ خود
عامر صاحب کو بھی معلوم نہیں ان کی اکثر
تحریر پہیلی اور جاہلانہ ہوتی ہے [illegible]
اگر یہ زمانہ ہجرت ہے تو غلط ہے کیونکہ
اس وقت شراب اور سود حرام نہیں
ہوئے تھے نیز نماز میں ادھر ادھر
دیکھتے تھے اور کلام کرتے تھے لہٰذا ہجرت
کا زمانہ تکمیل دین کا زمانہ نہیں ہے۔
ممکن ہے حجۃ الوداع کا زمانہ ہو کیونکہ
آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل
ہوئی تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
کا آخری زمانہ ہے کیونکہ اس آیت کے
بعد صرف چند دن آپ زندہ رہے
نیز اس آیت کے بعد صریح کوئی حکم حلال
یا حرام کا نازل نہیں ہوا اگر اس کو تکمیل
دین کا زمانہ قرار دیں تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ساری زندگی اور تقریباً
تمام قرآن اور اسلام کے سارے احکام
سب باطل اور معطل ہوں گے یہ ہے
عامر صاحب کا عقیدہ العیاذ باللہ اور
انہیں پر نفوس احناف کو قیاس کر لیجئے
ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
تکمیل دین کا زمانہ ہو کیونکہ آپ کی زندگی
میں تمام احکام شرعیہ میں احتمال تھا کہ
شاید کوئی آیت نازل ہو جو قرآن کی
دوسری آیتوں کی ناسخ ہو یا احکام شرعیہ
کی تنسیخ، تبدیل یا ترمیم کرے جب ہی
آپ کی وفات ہوئی یہ احتمال جاتا رہا
اور قرآن و حدیث اور احکام شرعیہ
راسخ ہو گئے اس صورت میں عامر
صاحب کے اعتقاد کے مطابق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے
پہلے جتنے آیات قرآنی نازل ہوئیں
جتنے احادیث جاری ہوئے اور جتنے
احکام شرعیہ نافذ ہوئے وہ سب
ناکارہ فرسودہ اور معطل ہیں پھر تو
اسلام کا کوئی مسئلہ رہا اور نہ قرآن
کی کوئی آیت ہی سالم رہی۔ جن لوگوں
کے خیالات اور عقائد قرآن و حدیث کی
شان میں ایسے ہوں کیا وہ مسلمان ہو سکتے ہیں؟
ہرگز نہیں۔ یقیناً نہیں
افسوس ہے عامر صاحب کبھی حدیث
کی کتاب دیکھتے تو ہرگز ایسی لایعنی بکواس
نہ کرتے معلوم ہوتا ہے وہ اپنی ساری
زندگی میں کبھی حدیث کی کتب کو ہاتھ نہیں
لگایا ورنہ احادیث میں یہ ساری الجھن نہیں
ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خود ناسخ منسوخ کا ذکر کر دیتے ہیں
مثلاً آپ نے فرمایا "میں نے پہلے
زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تمہیں
اجازت ہے کہ زیارت قبور کرو وہ
موت یاد دلاتی ہے" یا کبھی راوی
خود بیان کرتا ہے مثلاً شراب کی حرمت
کے ابتدائی دور میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے شراب کے برتنوں کو
حرام کر دیا جب حرمت کو زمانہ گزرا اور لوگ
حرمت شراب کے عادی ہو گئے تو

بقیہ پر صفحہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ عزیز کرنول

۲۲ رجب ۱۳۹۲ھ روز جمعہ

سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم

غزوۂ خیبر

فتح خیبر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہودیوں کو شہر بدر اور جلاوطن کے حکم پر قلعہ سے اترنے کا حکم دیا۔ وہ تمام یہودی جلاوطن ہونے پر راضی ہوگئے اور قلعہ سے اتر آئے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جلاوطن ہونے کو کہا۔ یہودیوں نے خواہش کی کہ ہم زمین کی کاشت اور باغات کی نگہداشت کرتے ہیں اس شرط پر کہ پیداوار کا نصف حصہ ہم لگان دیتے ہیں اور نصف حصہ آپ لیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا اور کہا جب ہم کو شہر سے نکلنے کا حکم دیں تو فوراً نکلنا ہوگا۔ یہودیوں نے اس شرط کو تسلیم کیا اور زمین کی کاشت کرتے رہے۔ جب فصل کا موسم ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر بھیجتے۔ وہ درختوں پر پھل اور کھیتی باڑی کا اندازہ لگا کر تنصیف کرتے یعنی ایک حصہ یہودی لیتے اور ایک حصہ مسلمان۔ کبھی تنصیف میں اختلاف ہوتا تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہتے اگر تم کو منظور ہے تو یہ ڈھیر تم لے لو۔ یہودی بہت خوش ہوتے اور کہتے ایسے ہی عدالت پر زمین آسمان قائم ہیں۔ افسوس حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صرف ایک سال ہی یہ منصب ادا کرسکے دوسرے سال غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے۔ اور ان کے بعد جابر بن صخر رضی اللہ عنہ اس منصب کو ادا کرتے رہے۔ اسی دوران میں عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں وصول کرنے کے لئے خیبر آئے۔ افسوس یہودیوں نے ان کی گردن مروڑ کر کنویں میں پھینک دیا۔ اس کی لاش کنویں سے برآمد ہوئی۔ اس کے ساتھی مدینہ پہنچے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ عبداللہ بن سہل کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل کمسن تھا اس نے اپنے دو چچیرے بھائی حویصہ اور محیصہ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن آپ نے روک دیا اور فرمایا بڑا آدمی بات کرنا چاہئے۔ اس فرمان پر عبدالرحمٰن خاموش ہوگئے اور چچیرے بھائی حویصہ اور محیصہ نے عبداللہ بن سہل کی موت بیان کی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بھی واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم قاتل کا نام بتاؤ اور پچاس قسم کھا کر یہ کہو تاکہ ہم اس کو گرفتار کریں اور قصاص ادا کریں۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جب کہ نہیں جانتے اس قسم کیسے کھاسکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم قسم نہیں کھاسکتے تو تمہارے یہودی پچاس قسم کھاکر بری ہوجائیں گے۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہود کافر ہیں ان کے پاس جھوٹی قسم کھانا آسان ہے ہم ان کی قسم کو نہیں مانتے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کی دیت سو اونٹ اپنی طرف سے ادا کی۔ اور ایک روایت ہے کہ عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی کے قتل کا واقعہ سنایا اور دیت کا مطالبہ کیا۔ تو آپ نے یہودیوں کو خط لکھا کہ تمہارے کوچوں اور گھروں میں ایک مسلمان مقتول پایا گیا ہے اس کی دیت ادا کرو تو یہودیوں نے جواب میں لکھا کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو قاتل کا علم ہے۔ بنا بریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود دیت ادا کی۔

خیبر میں یہود اپنے عہد و پیمان پر برقرار تھے وہ زمین کی کاشت کرتے اور پیداوار میں حق لگان نصف دیتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی گزر گیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تحقیق کی۔ انجام کار حدیث صحیح تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو کہلا بھیجا کہ جس یہودی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ ہے وہ پیش کرے ہم حلقہ سے اس کی پابندی کریں گے اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معاہدہ نہیں ہے وہ فوراً خیبر چھوڑ دے کیونکہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جزیرۂ عرب میں دو مذہب جمع نہیں ہوں گے۔ اسطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا۔

دوسری روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر، زبیر اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم خیبر گئے تاکہ اپنی زمینوں کا معائنہ کریں۔ وہاں رات میں سب الگ الگ سو رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں نیند کی حالت میں کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور دونوں کہنیوں کے جوڑ یعنی جوڑوں میں ہڈیاں اکھاڑ دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر چیخنے چلانے اپنے دونوں ساتھیوں کو پکارنے لگے چنانچہ دونوں ساتھی آگئے اور کہا کس نے یہ ظلم و تعدی کیا؟ عبداللہ نے کہا میں نہیں جانتا۔ غرض دونوں ساتھیوں نے کہنیوں کو درست کیا۔ پھر عبداللہ کو مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا یہ حرکت یہودیوں کی شرارت ہے جو غلبہ پا گئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں رہنے دیا تھا کہ ہم جب چاہیں تم کو نکال دیں گے۔ لہٰذا ان یہودیوں نے زیادتی اور دست درازی شروع کی ہے اور دور رسالت میں ناحق ایک مسلمان کا خون کرچکے اور عبداللہ کے ہاتھوں کو توڑ دیا۔ میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں تم اپنی اپنی زمین کی خود نگرانی کرو۔ پھر ان یہودیوں کو نکال دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خیبر پر چڑھائی کی تھی اس وقت آپ کے کچھ صحابہ ملک حبش میں تھے آپ نے ان کی طلبی کے لئے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو شاہ حبش اصحمہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور اصحمہ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کو دو کشتیوں میں سوار کرکے مدینہ روانہ کیا۔ حسن اتفاق تھا کہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا اسی دن حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملک حبش سے خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی خوشی ہوئی آپ نے حضرت جعفر کے ماتھے کا بوسہ لیا اور جعفر کو سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ میری انتہائی خوشی خیبر فتح کرنے سے ہے یا جعفر کے آنے اور ملنے سے ہے۔ یہی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے چچازاد اور محبوب تھے۔ غزوۂ موتہ میں امیر لشکر اور علمبردار تھے آپ کے دونوں ہاتھ موتہ میں شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہاتھوں کے عوض دو بازو پروں کے دئیے ہیں جس کی وجہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ بنا بریں ان کو جعفر طیار کہتے ہیں رضی اللہ عنہ (باقی آئندہ)

بقیہ تجلی کی ہدایت

آپ نے ان پرچوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی کی۔ اس طرح تمام مسائل واضح کردئیے گئے اور احادیث کی کتابیں لکھنے والے اتنے اندھے نہیں ہوسکتے کہ منسوخ احادیث لکھیں۔ یہ سب عمر کی تنہا سازی ہے۔ غیر احادیث میں ناسخ و منسوخ کا علم ہوجاتا ہے لیکن قرآن میں بالکل نہیں ہوتا۔ بنابریں علماء میں سخت اختلاف ہے کتنے علماء کہتے ہیں کہ آیتیں منسوخ نہیں ہوئیں۔ کتنے کہتے ہیں صرف پانچ آیتیں منسوخ ہوئی ہیں اور کتنے کہتے ہیں کہ بہت زیادہ آیتیں منسوخ ہوچکی ہیں۔ قرآن کے متعلق تواتر کا جوش نہیں پیدا ہوتا اور ایسے مجرم کی طرح ساکت ہو کر رہ گئے ہیں۔ قرآن غیر مجرد معنی ہے اور تکمیل دین سے پہلے جتنی آیات اور سورتیں نازل ہوچکی ہیں وہ سب قرآن سے خارج کی گئی ہیں اور فقہ نہ خود مکمل ہے اور نہ مکمل ہوسکتی ہے اس لئے اسکو جلادینا چاہئے۔ افسوس یہ خزانۂ قرآن اور فقہ پر نہیں بلکہ البتہ ... پر جلائے گئے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... قرار دیتے ہیں ... وہ مسلمان نہیں ہے۔ فقط (باقی آئندہ)

کیا اہل حدیث ہونا گمراہی ہے

بجواب تجلی دیوبند (قسط دوم)

از مولانا ابو مسعود قمر بنارسی

اصول حنفیہ کی کتاب منار میں ہے المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی (نور الانوار مصطفائی صفحہ) یعنی معرفہ جب دوبارہ معرفہ کی صورت میں لوٹایا جائے تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے یعنی دونوں کا مصداق واحد ہوتا ہے پس مفتی دیوبند نے اپنے مندرجہ بالا فتوی میں اسوۂ رسول اور اسوۂ صحابہ کو جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں سنت کا لفظ دونوں بار معرفہ میں آیا ہے اسی قاعدہ کو مد نظر رکھ کر ملا علی قاری حنفی نے جو معنی بیان کئے ہیں انہیں دیکھئے وسنۃ الخلفاء الراشدین فانہم لم یعملوا الا بسنتی فالاضافۃ الیہم اما لعملہم بہا او لاستنباطہم واختیارہم ایاہا (مرقات شرح مشکوۃ مصری جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

یعنے خلفاء راشدین کی روش اختیار کرنے کو اس لئے فرمایا ہے کہ انہوں نے بھی سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی عمل کیا تھا لہذا ان کی طرف سنت کی اضافت یا تو اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے خود اس پر عمل کیا ہے یا اس لئے کہ انہوں نے سنت نبویہ سے کوئی امر استنباط کرکے اسے اختیار کیا۔ شیخ محمد طاہر حنفی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے ولانہ علم ان بعض سنۃ لا یشتہر الا فی زمانہم فاضاف الیہم وخاف ان یتوہم من رد تلک السنۃ (مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳) یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کی بعض سنتیں انہیں خلفاء کے زمانہ میں مشہور ہوں گی تو سنت کی نسبت ان کی طرف اس شخص کے وہم کو دفع کرنے کے لئے فرما دی جو ان سنتوں کو رد کر دے۔

حاصل یہ کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام نے بعض مرتبہ کسی متروک سنت کو جاری کیا اور بعض دفعہ کسی سنت نبویہ سے استنباط مسائل کرکے انہیں معمول بنا بنایا انہیں دونوں صورتوں کی بابت ارشاد ہوا کہ خلفاء راشدین کی پیروی کرنا نہ کہ خلفاء یا صحابہ اپنی رائے سے جو فتوی دیں اس میں ان کی تقلید کرنا۔

آخر میں تجلی دیوبند نے جو حقی حیثیت سے یا مذہبی حیثیت سے اہلحدیث ہونے کو جو گمراہی لکھا ہے اس کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث شریف جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین الی یوم القیمۃ۔ یعنے میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جماعت اور وہ اللہ کی طرف سے مدد کیا جائے گا ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۳ میں ہے قال محمد بن اسماعیل قال علی بن المدینی ہم اہل الحدیث یعنے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری فرماتے ہیں کہ علی بن مدینی کا ارشاد ہے کہ وہ گروہ اہل حدیث کا ہے فتح الباری میں امام احمد سے منقول ہے کہ اگر اس سے مراد اہلحدیث نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کون ہیں؟

بڑے پیر صاحب غنیہ میں فرماتے ہیں کہ وہ اہلحدیث ہیں (جیسا کہ میں نے ان کی عبارت اوپر لکھی ہے) کتاب الفصل جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ میں ہے حافظ ابن حزم قرطبی فرماتے ہیں کہ اہل سنت جن کو ہم اہل حق کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے ماسوا کو اہل باطل کہتے ہیں پس وہ صحابہ کرام ہیں اور خیار تابعین میں سے ہر وہ شخص جو ان کے طریقہ پر چلا پھر اہلحدیث ہیں۔ مفتاح الجنۃ للسیوطی صفحہ ۶۳ میں حضرت عبداللہ بن مبارک سے جو تابعین سے ہیں فرماتے ہیں ہم عندی اہل الحدیث یعنے وہ طائفہ منصورہ جماعت اہل حدیث ہے۔ شیخ احمد بن سنان جلیل القدر محدث نے کہا ہے کہ وہ طائفہ اہل حدیث کا ہے (شرف اصحاب الحدیث صفحہ ۱۰) شرح مسلم نووی جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے قال القاضی عیاض انما اراد احمد اہل السنۃ والجماعۃ ومن یعتقد مذہب اہل الحدیث یعنے امام احمد کی مراد طائفہ منصورہ سے اہل سنت والجماعت اور مذہب اہل حدیث کا عقیدہ رکھنے والے لوگ ہیں تو قاضی عیاض ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے تو اس وقت بھی مذہب اہلحدیث رکھنے والے لوگ تھے۔ شامی شرح درمختار جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ میں ہے قاضی ابوبکر جوزجانی کے زمانہ میں ایک حنفی نے ایک اہلحدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو اس اہل حدیث نے انکار کر دیا مگر اس شرط پر کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھا کرے اور رفع الیدین بھی کیا کرے اور دیگر امور اہلحدیث کی طرح کرکے اہلحدیث ہو جائے لیں یہ حنفی نے یہ بات منظور کر لی اور اس کو اس اہلحدیث نے اپنی لڑکی کا رشتہ دے دیا۔

الفوائد البہیہ صفحہ ۱۴ میں ہے کہ قاضی ابوبکر جوزجانی امام محمد کے ایک واسطہ سے شاگرد ہیں اور تیسری صدی میں ہوئے ہیں۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ تیسری صدی میں اہل حدیث جماعت موجود تھی اور اس کے امتیازی مسائل وہی تھے جو آج اہل حدیث کے ہیں میزان کبری جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن کے شبہات پیش کرکے جھگڑا کرے گی تم ان سے سنت نبوی کے ساتھ مباحثہ کرو کیونکہ اصحاب سنن قرآن کو خوب جانتے ہیں۔ امام خطابی فرماتے ہیں اصحاب سنن سے مراد اہل حدیث ہیں۔ نیز میزان کبری میں امام شافعی فرماتے ہیں اہل الحدیث فی کل زمان یعنے اہل حدیث ہر زمانہ میں موجود ہیں۔ نیز امام شافعی رحمہ فرماتے ہیں کہ میں جب اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ گویا میں نے صحابی کو دیکھ لیا (میزان کبری) امام احمد فرماتے ہیں لیس قوم عندی خیر من اہل الحدیث۔ یعنے میرے نزدیک اہل حدیث سے بہتر کوئی جماعت نہیں۔

شرف اصحاب الحدیث صفحہ ۱۲ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمہارے لئے مجلسوں میں گنجائش کرو کیونکہ تم ہمارے خلیفہ ہو اور اہل حدیث ہو۔ اور یہ جو سے بعد اہلحدیث بعد امام [illegible] جنہوں نے اکثر صحابہ کو پایا اور اڑتالیس صحابہ سے ملاقات کی۔ وہ فرماتے ہیں۔ ولو استقبلت من امری ما استدبرت ما حدثت الا بما اجمع علیہ اہل الحدیث (تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۸۷) یعنے اگر میں اپنے معاملہ کو جان لیتا جس کو بعد میں جانا تو میں وہ حدیثیں بیان کرتا جن پر اہل حدیث نے اجماع کیا ہے عبدان ثقہ جو تبع تابعین میں سے ہیں شرف اصحاب الحدیث میں حدیث فرقہ ناجیہ کی بیان کرتے ہوئے فرقہ کے متعلق فرماتے ہیں ہم اصحاب الحدیث الاثر یعنے اس سے مراد وہی اہل حدیث ہیں۔

ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی بغدادی اپنی کتاب اصول الدین جلد ۱ صفحہ ۳۱۷ میں لکھتے ہیں کہ اطراف روم، جزیرہ، شام، آذربیجان، کل اہلہا کانوا علی مذہب اہل الحدیث یعنے یہ سب اہل حدیث تھے۔ افریقہ، اندلس، ورا بحر المغرب کے باشندگان کی بابت لکھا ہے کانوا من اہل الحدیث۔ کہ یہ سب اہل حدیث تھے۔ ان شہروں کو صحابہ کرام نے فتح کیا تو وہاں حدیث کی اشاعت ہوئی جس کی وجہ سے یہ لوگ اہلحدیث ہوئے۔ علامہ بشاری مقدسی حنفی نے ۳۷۵ھ میں ہندوستان کی سیاحت کی اپنے سفرنامہ میں حالات سندھ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منصورہ علاقہ سندھ میں ذمی بت پرست لوگ ہیں اور مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث لوگ ہیں (تاریخ سندھ جلد صفحہ ۲۲۱) تاریخ فرشتہ جلد ۱ مقالہ اولی صفحہ ۱۲۳ میں ہے سلطان محمود ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی را کہ از اکابر اہل حدیث بود برسم رسالت پیش ایلک خاں فرستاد یعنے سلطان محمود نے ابو الطیب سہل بن سلیمان کو جو اہل حدیث تھے ایلک خاں کے پاس پیغام رساں بنا کر بھیجا تھا۔

پس اہل حدیث جماعت اور اہل حدیث مذہب کا وجود مذہبی، علمی اور عملی حیثیت سے عہد قدیم سے ثابت ہو گیا پس مفتی تجلی دیوبند کا اہل حدیث ہونے کو گمراہ ہونا لکھنا خود اس کی گمراہی ہے اور یہ محض مذہبی تقلید کی وجہ سے ہے اور مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہوئی اور یہ کہ یہ جماعت شروع سے قیامت تک رہے گی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہلحدیث صحابہ کے وقت سے چلا آرہا ہے

حدیث نبوی پر شکوک اور شبہات

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے خطاب

(از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری)

گیارھویں قسط

مولانا مودودی اور مسئلہ ریش

الحدیث وارفیر میں ہم مولانا مودودی سے خطاب ختم کر چکے ہیں اس کے بعد مدراس سے ایک خط پہونچا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"جب سے مولانا مودودی نے داڑھی کا مسئلہ ترجمان (بابت ماہ مئی اور جون ۱۹۳۲ء جلد ۲۱ میں شائع) کیا ہے اکثر ممبران جن کا تعلق جماعت اسلامی مودودی سے ہے اپنی اچھی خاصی خوبصورت داڑھیوں کو کاٹ چھانٹ کر بالکل مختصر کر لیا ہے"

(عبد اللہ از مدراس)

مجیب: اس خط میں علماء کا فقرہ دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا۔ اور یہ تعجب ہم کو دوسری بار واقعہ پیش آیا۔ اس سے پہلے ہمیں اس وقت تعجب ہوا تھا جب مرزا صاحب قادیانی کے جو در اصل حنفی تھے مولوی نورالدین صاحب جو کہ (عامل بالحدیث تھے) خلافت تھا کہ مولوی صاحب سب مت اہلحدیث کہلائے۔ آپ حنفی ہو جائے مولوی نورالدین صاحب نے بغیر تامل و حجت اور بغیر بحث و تکرار کے یہ خط لکھا:

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

(راقم نورالدین حنفی)

اس کا ترجمہ پنجابی زبان میں کسی شاعر نے یوں کیا ہے:

دل شیرا بے رنگ مصلے گو آکھے تیرا
راہی راہاں رہتیں کو مشکیے خبرا ہاں کی جو

وہ تعجب ہم کو یہ پیش آئی کہ مولوی نورالدین صاحب جن کے علم و فضل کا ذکر قادیانی لوگ بہت زیادہ کرتے ہیں انہوں نے جو مذہب اہل حدیث اختیار کیا تھا وہ اپنے علم و فضل کی روشنی میں کیا تھا یا کسی سنائے محض کسی تقلید سے کیا تھا۔ مانا چاہیئے کہ انکا کوئی بھی قائل نہ ہوگا۔ سب ہی کہیں گے کہ مولوی صاحب جیسے عالم و فاضل ذی علم حضرات کسی کی تقلید سے اختیار کرنے والے نہیں تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مرزا صاحب کے کہنے سے اہل حدیث مذہب کو چھوڑ کر حنفی کہلانے لگے۔ یا للعجب!

دوسرا تعجب ہمیں مدراسی صاحب کے خط سے ہوا۔ آپ کہتے ہیں کہ اکثر ممبران جماعت مودودی میں داخل ہیں اس میں وہ تعجب ہم کو یہ پیش آئی کہ وہ شخص جو عالم ہے وہ تو اپنا مرتبہ و اور مرتبہ اپنی علم کی روشنی میں اختیار کرتا ہے۔ پھر الحاق نے محض ترجمان کے مضمون سے متاثر ہو کر کیوں اپنی داڑھیاں خلاف سنت منڈانا شروع کر دیں کیا ان کا پہلا فعل سنے سنائے تھا یا دوسرا محض تقلید مودودی سے ہے اس کا جواب دینا انہی کا کام ہے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا قول یہ ہے کہ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔

مولانا مودودی صاحب نے مسئلہ داڑھی کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے وہ خاص قابل توجہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت علیہ السلام جتنی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت یا اسوہ رسول ہے یعنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔

(رسالہ ترجمان مذکور)

مجیب: مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک بھرپور اور کافی تھی۔ مگر یہ کام ان کاموں میں سے نہیں تھا جن کے لئے انبیاء خاص کر آنحضرت علیہ السلام مبعوث ہو کر آئے تھے۔ کیا ہی آسان جواب ہے لیجئے میں چند باتیں پیش کر کے پوچھتا ہوں؟

(۱) دائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت ہے ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مجلس مودودی میں صاحب کو دیکھا کہ آپ نے کھانا کھاتے ہوئے بائیں ہاتھ سے پیا راوی نے کہ اس پر اظہار تعجب کرتا تھا۔ مودودی صاحب غالباً یہی جواب دیں گے کہ نبی اس کام کے لئے نہیں آئے کہ دائیں ہاتھ سے پانی پئیں یا بائیں ہاتھ سے۔

(۲) کوئی شخص کہے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو کرتے ہوئے مسواک نہیں کی جو سنت ہے۔ مودودی صاحب فرمائیں گے یہ کام بھی ان کاموں سے نہیں ہے جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔

(۳) کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے داخل کیا حالانکہ سنت ہے۔ مودودی صاحب اسی اصول سے جواب دیں گے کہ یہ بھی ان کاموں میں سے نہیں ہے جن کے لئے انبیاء علیہم السلام آیا کرتے تھے۔ اسی قسم کے سینکڑوں افعال شرعیہ میں ایسے ہیں جن کو علماء اسلام سنت اور کار ثواب سمجھتے ہیں مگر مودودی صاحب ایک اشارے سے صاف حذف کر دیں گے کہ یہ کام ان کاموں میں سے نہیں ہے جن کے لئے انبیاء علیہم السلام آئے تھے کیونکہ جس غرض کے لئے انبیاء علیہم السلام آئے تھے اور نبی علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں صرف اتنا آیا ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ

(سورۃ نساء)

ہم نے پہلے اور پچھلوں کو بھی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

اس کے سوا باقی سب کام بقول مولانا مودودی صاحب اسی ذیل میں آجائیں گے کہ ان کے لئے انبیاء نہیں آئے تھے۔ پس مسئلہ تو صاف ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کی داڑھی کافی تھی مگر مودودی صاحب کے قول کے مطابق یہ کوئی دلیل نہیں ہے اب ہم دلیل لائیں تو کہاں سے وہیں جس سے مولانا مودودی صاحب قائل ہو جائیں۔ لہٰذا ہم شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھ کر صبر و سکون اختیار کرتے ہیں۔ سعدی مرحوم فرماتے ہیں:

آن کس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

اللہ نے فرمایا جس قدر تقویٰ اختیار کرو گے اللہ کے نزدیک عزت بڑھتی رہے گی۔

خطبہ جمعہ

تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام

کرم حاضرین! دنیا دار المحن والفتن اور رنج و الم کا گھر ہے جہاں صبح و شام ظلم و ستم کی آندھیاں چلتی ہیں۔ رکھ درد کی بجلیاں برستی ہیں ہلاکت اور بربادی کے طوفان اور آندھیاں اٹھتی آتی ہیں۔ جہاں کی ہر چیز انسان کی دشمن اور درپے آزار ہے جہاں انسان زندہ ہے لیکن زندگی سے بیزار ہے جیتا ہے لیکن موت کو ترستا ہے۔ اس ستم آرائی پر شریعت کی پابندی وبال جان ہے ہر چیز میں حلال حرام کا امتیاز کرنا اور محرمات سے اپنے دامن عفت کو بچائے رکھنا۔ اگر کسی نے حرام کا ارتکاب کیا تو اس پر صبح و شام اللہ کی لعنت اور پھٹکار کی بجلیاں گرنے کی ہلاکت اور بربادی کی بدلیاں برسیں گی قہر اور غضب الٰہی کی آگ لگے گی جو انسان کو جلا کر راکھ بنا دے گی اور جہنم رسید کرے گی اس دنیا میں حلال نایاب ہے کیونکہ انسانی بنی جو قوت لایموت کے لئے رہ گئے اور ترستے ہیں صبح سے شام تک جو تے چٹخاتے پھرتے ہیں افسوس ان کی محرومی اور بدنصیبی غالب آتی ہے لہٰذا انہیں حیران و پریشان پھرنا پڑتا ہے اگر کسی خوش نصیب کو محنت اور مزدوری کے بعد دو چار پیسے ہاتھ آگئے تو فوراً

اس کا سخت تعارض اور تعاقب کرتی ہے آپ کا اقرب خطا پہلے اللہ کے مقدس نام اور نام کے اعزاز میں تیار کرو۔ حقداروں کے حقوق ادا کرو ماں باپ کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی بچوں کی کفالت کرو۔ رشتہ دار اور ملنے والوں کی خبرگیری کرو آنے جانے والے مسافروں کی مواساۃ اور ہمدردی کرو لنگڑے لولے اور اپاہجوں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرو اگر آپ نے اپنی ذمہ داری میں کوتاہی اور خود غرضی کو استعمال کیا تو تمہاری ساری نیکیاں ضبط کر دی جائیں گی اور تم کو جہنم کی بھاڑ میں جھونک دیا جائے گا اب آپ ہی بتایئے ایک انسان ضعیف البنیان اس دنیا میں کیا کرے اور کس طرح اپنی زندگی گذارے ظلم ہو رہے ہیں ہفت افلاک کے آسمان ہیں مشت بھر خاک کے۔

اس دنیا داری سے دین داری بہت زیادہ ہولناک اور دہشت انگیز ہے قدم قدم پر کفر اور فسق کے تیر چلتے ہیں قہر و غضب کے دھارے ٹوٹتے ہیں ہلاکت اور بربادی کے خطرے کو تکتے ہیں مثلاً کسی نے عمداً جماعت ترک کی اور گھر میں نماز ادا کی تو اس کے گھر کو آگ لگا دی جائے گی اس کے دل و دماغ کو جلا کر راکھ بنا دیا جائے گا اگر کسی نے بلا عذر شرعی قصداً وقت کی فرض نماز کو عمداً ترک کر دیا تو وہ کفر کے دائرہ میں داخل ہو گیا ہلاکت اور بربادی کے غار میں گر پڑا اب اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں البتہ توبہ کرے اور آئندہ طہارت الصلوٰۃ کی پابندی کا التزام کرے تو ممکن ہے کہ رحمت الٰہی اس کے گناہ معاف کر دے اور اس کو اپنے زمرہ صلحاء میں داخل کرے۔

حالات مذکورہ میں ایک غریب انسان کی زندگی نہایت خطرناک اور وحشت انگیز ہے اس کو آرام اور سکون نہیں طمانیت اور سرور نہیں اس حیرانی اور ہراسانی میں اس پراگندگی اور پریشانی میں اس نے کائنات کے ہر ذرہ کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیک دیئے ہاتھ جوڑ دیئے رو رو کر فریاد اور فریادرسی کی درخواست کی کسی نے درختوں کے سامنے جبین نیاز کو جھکا دیا کسی نے سانپ اور بچھو کے سامنے سجدہ ریز ہوا کسی نے شمس و قمر کو اپنی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا اور انہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا کسی نے برد بحر کو اور کسی نے آگ اور پانی کو اپنا معبود اور مسجود بنا لیا ہر آفت اور مصیبت میں انہیں کو پکارتے تھے انہیں کا نام جپتے اور انہیں کی دہائی دیتے تھے انہیں کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے نذر و نیاز کی بھینٹ چڑھاتے رہے سعادت اور برکت کے لئے ہندوؤں نے کرشن اور گنیش کی تصویریں آویزاں کیں بڑے بڑے کھڑے بنائے اور اپنی تجارت گاہوں میں نجات گاہوں میں اپنے گھروں میں اور موٹر کاروں اور لاریوں اور بسوں میں لگا دیئے کہ ان کی برکت سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا اور حادثات زمانہ سے نجات ملے گی۔

ہندوؤں کے اس عمل اور عقیدے سے مسلمان متاثر ہوئے تو انہوں نے اپنے عروج و اقتدار کے لئے دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے لئے اور حوادث زمانہ سے نجات پانے کے لئے قرآنی آیات کے لمبے لمبے طغرے بنائے کسی نے علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم کا طغرا بنایا کسی نے ابوبکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کا طغرا بنایا کسی نے مزاروں کے چربے اتارے کسی نے مقامات مقدسہ کے نقشے کھینچے آج یہ سب نقشے اور طغرے ان کے گھروں میں مسجدوں میں دکانوں اور ہوٹلوں میں آویزاں ہیں۔ لوگ حسن عقیدت میں ان طغروں پر پھول چڑھاتے اگربتی جلاتے ہیں دیر تک ہاتھ باندھے ادب سے ان طغروں کے سامنے کھڑے رہتے اور ٹکٹکی باندھے نظر جمائے ہیں ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان طغروں سے برکت اور سعادت ہوتی ہے روزی میں کشادگی اور بیماریوں میں شفا ملتی ہے۔ یہ سب صریح شرک ہے طغروں کے ساتھ یہ سلوک کرنے والا خواہ ان کا پجاری ہو دونوں برابر کے مشرک ہیں العیاذ باللہ شریعت ان مشرکوں پر لعنت ملامت کرتی ہے ان کے لئے نجات بالکل نہیں اللہ نے ان پر اپنی جنت کو حرام کر دیا اور ابدالآباد قہر و غضب اور جہنم کے گوناگوں عذابوں کو واجب کر دیا۔

یہ مرض خود اہلحدیث میں بھی عام ہے یہ لوگ زیادہ تر مزار نبوی کعبۃ اللہ اور تاج محل کی تصویر کھینچے ہیں اگر میدان کے فائدہ کا منتر کا زندہ ہو تو یہ بھی حرام اور بدترین حرکت ہے۔ اس سے زیادہ بدترین حرکت یہ کہ مصلی پر مزار نبوی اور کعبۃ اللہ کی تصویر ہوتی ہے لوگ اس پر سجدہ کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد مولا میری قبر کو بت نہ بنا کہ اس کی پوجا کی جائے نیز فرمایا لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔ اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد، سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقامات مقدسہ مزار نبوی۔ کعبۃ اللہ بیت المقدس وغیرہ کی تصویریں در اصل وثن یعنی بت ہیں جو ہمارے گھروں اور مساجد میں رکھے گئے ہیں۔ دوسرا ان تصویروں کے مصلی پر سجدہ کرنا لعنت نبوی کا مستوجب ہے یوں بھی مقامات مقدسہ کا فوٹو لینا حرام ہے اللہ ان بلاؤں سے ہمیں محفوظ رکھے آمین۔

اللہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے ان کے کھانے پینے رہنے سہنے کے لئے طرح طرح کی کائنات پیدا کی ان کی ضرورت اور حاجت روائی کے لئے قسم قسم کی مخلوقات بنائیں جس سے ہم ہر طرح کا آرام اور راحت لیتے ہیں آسودگی اور سیرابی پاتے ہیں اسی نے ہماری ہدایت اور رہبری کے لئے اپنا مقدس کلام اتارا اور اسی نے ہمارے کاروبار میں خیر و برکت پیدا کرنے کے لئے اور صعوبات و مشکلات میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے کے لئے اپنا مبارک نام "اللہ تعالیٰ" کی تلقین فرمائی۔

قرآن مجید میں ہے تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اے نبی آپ کے پروردگار ذوالجلال والاکرام کا مقدس نام بابرکت خیر و برکت کا مخزن ہے جس سے کائنات کا ہر ذرہ تبرک پاتا ہے اور مخلوقات کا ہر شگوفہ تر و تازہ اور سرسبز و شاداب ہوتا ہے روز ازل سے آج تک اور آج سے قیامت تک اس کی رحمت و برکت تمام کائنات ارضی اور فلکی میں تقسیم ہوتی رہی لیکن اس مخزن میں آج تک ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوئی اور نہ ہوگی اسی لئے اللہ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیں۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۔ یعنی یہ نام "اللہ" اس درجہ لائق اور فائق ہے کہ صبح و شام اس کی پاکی اور تسبیح ہوتی رہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے ہمارا موذن ہر روز صبح و شام پکارتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے اس جملہ میں اکبر ذات الٰہی کی صفت نہیں ہے کیونکہ آج تک موذن نے کبھی اللہ کو نہیں دیکھا ہے لہذا اس پر کوئی حکم نہیں لگا سکتا البتہ یہ لفظ اللہ کی صفت ہے یعنی وہ علی الاعلان پکار کر کہتا ہے کہ یہ لفظ اللہ میری زبان سے نکلنے والا تمام کائنات اور مخلوقات سے بڑا ہے عزت و عظمت، بزرگی و جلال، خیر و برکت کارسازی اور بندہ نوازی ہر صفت اور خوبی میں سب سے بڑا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حضور الٰہی میں ایک شخص کی پیشی ہوگی جس نے اپنی ساری زندگی بدکاری اور روسیاہی میں گذار دی جس نے ظلم و ستم کے طوفان پیدا کر دیئے جس نے اپنی گنہگاری اور مردم آزاری میں بڑے بڑے ننانوے دفتر بھر دیئے۔ فرشتے یہ طویل دفتر لائیں گے وہ شخص ان دفتروں کو دیکھے گا تو ندامت اور خجالت سے گردن جھکائے گا اپنی شقاوت اور بدبختی پر ماتم کرے گا اپنی ہلاکت اور بربادی پر یقین کامل ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کہے گا اے میرے بندے! یہ طویل طویل ننانوے دفتر تیری گنہگاری اور بدکاری سے بھرے ہیں۔ اگر تیری کوئی نیکی ہے تو اس وقت پیش کر وہ شخص ندامت سے رونے لگے گا اور کہے گا مولا! میں نے اپنی ساری زندگی تباہ اور برباد کر دی ہے میں نے کوئی نیکی نہیں کی ہائے افسوس آج میری ہلاکت سے تباہی ہے اور ہولناک سے جہنم اور جہنم کے گوناگوں عذاب ہیں جس سے میری نجات اور رہائی ناممکن ہے۔ اللہ کہے گا میرے بندے تو نے اپنی ساری زندگی میں ایک نیکی کی ہے جس کو تو فراموش کر گیا ہے آج میں اس کا محاسبہ کروں گا چنانچہ ایک بطاقہ یعنی کاغذ کی ڈبی نکالا جائے گا جس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھا ہوگا اور فرشتوں کو حکم دیگا کہ دفتروں اور اس ڈبی کا تول لگاؤ —

اس وقت بندہ چیخ اٹھے گا مولا! یہ بڑے بڑے ننانوے دفتروں کے مقابل یہ چھوٹا پرچہ کیا کام دے گا؟ مولا! میں ابھی سے نادم اور پشیمان ہوں اپنی تباہی اور بربادی پر نالہ کناں ہوں۔ پھر مولا! یہ تول کر کے مجھے ذلیل اور رسوا کیوں کرتا ہے؟ اللہ کہے گا میں ظالم نہیں ہوں جب تک بندہ کا حساب مکمل نہ ہو میں ہرگز کسی کو جہنم میں نہیں بھیجتا۔ چنانچہ تول کیا جائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس پاک پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس پرچہ میں لا الہ الا اللہ ہوگا وہ پلڑا جھک جائے گا اور جس پر میں ننانوے دفتر ہوں گے وہ پلڑا اٹھ جائے گا اس لئے کہ اللہ کے مقدس نام کے مقابلہ میں کوئی چیز تولی نہیں جا سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ ساتوں زمین آسمان اور تمام کائنات اور مخلوقات کو تولے جب بھی اللہ کا نام بھاری ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خود بابرکت اور خیر و خوبی کا مخزن تھی آپ کی بدولت دائی حلیمہ کے گھر میں آسودگی اور سیرابی کے چشمے ابل گئے۔ قحط زدہ خاندان کی فروماندگی اور مسکینی و ناداری کی بدلیاں برس گئیں سوکھی اور کمزور بکریوں کے تھن دودھ سے سرشار ہو گئے باین ہمہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر کام اور ہر معاملہ میں دینداری اور دنیاداری میں اللہ کو یاد کرتے اور اللہ کے نام سے مدد اور استعانت فرماتے تھے کھانے کے پہلے بسم اللہ کہتے اور آخر میں پھر اللہ کو پکارتے الحمد للہ کہتے مسجد میں داخل ہوتے تو اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہتے یعنی اللہ کو پکارتے جب باہر نکلتے اللہم انی اسئلک من فضلک کہتے یعنی اللہ کو پکارتے اسی طرح بیت الخلاء میں جاتے تو اللہ کو پکارتے غرض ہر کام کے اول اور آخر اللہ کو یاد کرتے اور اس مبارک نام سے برکت حاصل کرتے یہاں تک کہ رات کو بستر پر جاتے تو فرماتے اللہم باسمک اموت و احیا یعنی اے اللہ میں تیرے نام پر مرتا ہوں مولا میں تیرے نام سے جیتا ہوں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدس نام پر قربان ہوتے ہوں تو اندازہ لگایئے کہ ہم گنہگار امت پر کیا لازم ہوگا؟ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی نام پر زندہ ہوتے اور اپنی پاک زندگی اسی نام پر گذارتے تھے آپ کے بعد تمام صحابہ کرام اولیائے عظام تمام شہید و غازی عالم متقی سب بسم اللہ پڑھتے اور اپنے کاموں کو انجام دیتے تھے۔ کمانے والا اپنے کمائی میں بیچنے والا اپنے بیچنے میں لکھنے والا اپنے لکھنے میں۔ پڑھنے والا اپنی پڑھائی میں اور غازی و شہسوار اپنی تیراندازی میں بسم اللہ پڑھتے ہیں اور اللہ کے نام سے استعانت کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں یہ مقدس نام دنیا کی تمام کائنات کو فیض پہنچاتا ہے اور ہر کام میں خیر و برکت پیدا کرتا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اپنے کاروبار میں مقبرے، مزارات، مقامات مقدسہ سے استعانت استمداد کو حرام سمجھیں اس کے عوض ہر حال میں ہر حرکت و سکون کے اول و آخر میں اللہ کو یاد کریں اور اس کے مقدس نام سے استعانت اور استفادہ کریں اور بسم اللہ پڑھیں اللہم وفقنا لما تحب و ترضیٰ آمین

از عبداللطیف کرنولی
(اردو عالم اسلام پیٹ - بجواڑہ)

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے!

جنگ قادسیہ میں ایرانیوں کو شکست نصیب ہوئی اور ان کا سپہ سالار رستم مارا گیا ایرانی میدان قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں پناہ لے اور اطمینان کے ساتھ جنگ کے تمام سامان مہیا کئے۔ فیروزان کو لشکر گاہ قرار دیا۔ سعد بن ابی وقاصؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور بڑے رتبہ کے صحابی تھے لشکر اسلام کے امیر تھے کہ امیر تھے، روحیوں کے استیصال کے لئے سنہ ۱۵ھ میں بابل کا ارادہ کیا اور چند سردار آگے روانہ کئے تاکہ راستہ صاف کرتے جائیں چنانچہ مقام برس میں بصبہری سد راہ ہوا اور میدان جنگ میں زخمی ہو کر بابل کی طرف بھاگ گیا۔ برس کے رئیس نے جس کا نام بسطام تھا صلح کر لی اور بابل تک موقع بموقع پل تیار کرا دیئے کہ اسلامی فوجیں بے تکلف گزر جائیں بابل میں اگرچہ عجم کے بڑے بڑے سردار ہرمزان، مہران، مہرجان وغیرہ جمع تھے لیکن پہلے ہی حملے میں بھاگ گئے۔

سعدؓ نے خود بابل میں مقام کیا اور زہرہ کی افسری میں کچھ فوجیں آگے بڑھیں۔ عجمی فوجیں بابل سے بھاگ کر کوثیٰ میں ٹھہری تھیں زہرہ کوثیٰ سے گذرے تو شہریار جو ایرانیوں کا سپہ سالار تھا۔ آگے بڑھ کر مقابل ہوا اور مارا گیا۔ کوثیٰ ایک تاریخی مقام تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے یہیں قید رکھا تھا چنانچہ قید خانہ کی جگہ اب تک محفوظ تھی۔ سعدؓ اس کی زیارت کو گئے اور یہ آیت پڑھی تلک الایام نداولہا بین الناس۔ کوثیٰ سے آگے بابہ مدائن کے قریب بہرہ شیر ایک مقام تھا یہاں ایک شاہی رسالہ جو ہر روز ایک اقرار قسم کھا کر کہتا تھا کہ "جب تک ہم ہیں فارس پر زوال نہیں آ سکتا" یہاں ایک شیر پلا تھا اس لئے اس شہر کو بہرہ شیر کہتے تھے۔ سعدؓ کا لشکر قریب پہنچا تو تڑپ کر نکلا ہراول کے افسر ہاشم نے اس صفائی سے تلوار ماری کہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ سعدؓ نے اس بہادری پر ان کی پیشانی چوم لی۔

سعدؓ آگے بڑھے بہرہ شیر کا محاصرہ کیا۔ اسلامی فوج ادھر ادھر پھیل کر ہزاروں آدمی گرفتار کر لی۔ شیرزاد جو ساباط کا رئیس تھا سعدؓ سے کہا کہ یہ معمولی کاشتکار ہیں ان کے قید کرنے سے کیا فائدہ چنانچہ سعدؓ نے ان کے نام دفتر میں درج کر لئے اور چھوڑ دیا۔ آس پاس کے تمام رئیسوں نے جزیہ قبول کر لیا لیکن شہر پر قبضہ نہ ہو سکا۔ دو مہینے تک برابر محاصرہ رہا ایرانی کبھی کبھی قلعہ سے باہر نکل کر معرکہ آرا ہوتے تھے ایک دن بڑے زور و شور سے سب نے مرنے پر کمریں باندھیں اور تیر برساتے ہوئے نکلے مسلمانوں نے بھی برابر کا جواب دیا۔ زہرہ جو ایک مشہور افسر تھے اور معرکوں میں سب سے آگے آگے رہتے تھے اور ایرانیوں کا مشہور افسر شہربراز انہیں کے ہاتھ مارا گیا۔ ایک تیر زہرہ کو لگی جس سے وہ شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس مرتبہ بھی ایرانی تھوڑی دیر لڑ کر بھاگ گئے اور شہر والوں نے صلح کا جھنڈا بلند کیا۔

اب مدائن کے بیچ راستہ میں صرف دریا رہ گیا جس کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی۔ دریائے دجلہ پر کہیں کہیں پل تھے۔ ایرانیوں نے انہیں توڑ کر بیکار کر دیا تھا۔ سعدؓ دجلہ کے کنارے پہنچے تو نہ پل تھا نہ کشتی یہ دیکھ کر فوج سے مخاطب ہوئے اور پرجوش تقریر کی

برادران اسلام!

دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے یہ مہم بھی سر کر لو تو پھر مطلع صاف ہے اور یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا ان کو دیکھ کر اوروں نے بھی ہمت کی اور دفعتاً سب نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے اسلاف کے انہیں کارناموں کے متعلق علامہ اقبالؒ اس طرح لب کشا ہوئے ہیں ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

دریا اگرچہ نہایت زخار اور مواج تھا لیکن ہمت اور جوش نے طبیعتوں میں ایسا استقلال پیدا کر دیا تھا کہ موجیں برابر گھوڑوں کو تھپیڑے مارتی تھیں اور یہ سب رکاب سے رکاب ملا کر آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے کہیں دریا جو ترتیب تھی اس میں بھی فرق نہ آیا دوسرے کنارے پر ایرانی یہ حیرت انگیز تماشا دیکھ رہے تھے جب فوج بالکل کنارے کے قریب آ گئی تو ان کو خیال ہوا کہ یہ آدمی نہیں جن ہیں چنانچہ "دیوان آمدند، دیوان آمدند" کہتے ہوئے بھاگے تاہم سپہ سالار خرزاد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جما رہا اور گھاٹ پر تیر اندازوں کے دستے متعین کئے ایک گروہ دریا میں اتر کر سد راہ ہوا لیکن مسلمانوں کا حال تھا کہ سیلاب کی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ تیر اندازوں کو خس و خاشاک کی طرح ہٹاتے بڑھتے گئے ایرانیوں کا بادشاہ یزدگرد حرم اور خاندان شاہی کو پہلے ہی حلوان روانہ کر چکا تھا یہ خبر سن کر خود بھی شہر چھوڑ کر نکل گیا سعدؓ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے یہ آیتیں نکلیں کم ترکوا من جنات و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذالک و اورثناہا قوما آخرین ۵ بشکریہ خبر و اشاعت مدرسہ فیضان العلوم اسلام پیٹ بجواڑہ۔

شرک کی حقیقت

(از عبدالرؤف ہاسپیٹ)

بھائیو ہمارے موجودہ زمانے میں شرک نے بہت پاؤں پھیلائے ہیں اس نے ایسی ایسی شکلیں اختیار کی ہیں کہ بیچارے بھولے بھالے مسلمان شرک و توحید میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اس لئے آپ پہلے شرک کا مفہوم سمجھ لیجئے شرک کے معنی اللہ کی صفات میں کسی کو بھی شامل سمجھنا اور توحید کا مطلب یہ ہے کہ بس اللہ ہی کو ہر چیز کا مالک و مختار جاننا اور یقین رکھنا کہ اس کے کارخانہ قدرت میں کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے سب اسی کے آگے عاجز و بے اختیار ہیں۔ شرک کا یہ معنی کہ اللہ کے سوا آسمان و زمین کا مالک کسی اور کو جانے، یہ کافر بھی نہیں کہتا۔ کافر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے بلکہ شرک کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے لئے جتنی چیزیں خاص کر لی ہیں ان میں کسی کو بھی ملانا جیسے مینہ برسانا رزق دینا اولاد دینا آفتوں بلاؤں سے بچانا غیب کی خبر جاننا ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا جلانا مارنا وغیرہ یہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان باتوں میں کسی دوسرے کا بھی اختیار سمجھنا یہی شرک ہے اسی شرک کو مٹانے کے لئے اللہ پاک قرآن شریف اتارا پیغمبر بھیجے گئے۔ پیغمبروں نے اسی شرک کو مٹانے کے لئے زندگی بھر تکلیفیں اٹھائیں آرام و چین چھوڑا دکھ درد جھیلے اسی کے لئے لڑائیاں لڑے یہاں تک کہ اللہ پاک کی توحید قائم کر دی اور باطل کو مٹا کر چھوڑا مگر نفس و شیطان نے ان پیغمبروں کے چلے جانے کے بعد پھر لوگوں کو اسی شرک کی راہ پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کو انسانوں سے بڑا پیار ہے۔ کیوں نہ ہو جب کہ فرشتوں کے مقابل انھیں زمین کا خلیفہ بنانے کے لئے پیدا کیا۔ انھیں عقل سلیم اور عمدہ صلاحیتیں عطا کر کے اشرف المخلوقات بنایا اور کائنات کی ہر چیز پر انھیں فوقیت اور تسلط دیا دنیا کی ہر شے میں انھیں تصرف کی قوت بخشی لیکن انسان باوجود اس شرف و موجودہ قوت و صلاحیت کے اپنی حاجت کے لئے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے ذلیل ہوتا ہے تو خدا کو غیرت آتی ہے یہ بات اسے بہت ناپسند ہے۔

اسی لئے بار بار اپنے پیغمبروں کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر کے آئندہ کے لئے یہ خدمت امت محمد صلعم کو سونپ دی اور فرما دیا کہ اب قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں جو کام پیغمبر کے ذریعہ ہزاروں سال سے لیا جا رہا اب وہ کام تم کو کرنا پڑے گا۔

الحمد اللہ امت محمدیہ کا یہ مرتبہ کہ جو کام پیغمبر کرتے آئے تھے وہی کام اب یہ کریں گے۔ گویا پیغمبروں کے جانشین ہیں۔ کاش امت محمد کہلانے والے مسلمان خدائے پاک کے اس انعام کی قدر کریں اور اپنے آپ کو اسی لائق بنائیں۔

موجودہ زمانے میں مسلمانوں پر جمود طاری ہو گیا ہے ہم اپنے مرتبہ اور حیثیت کو فراموش کر چکے ہیں ہم نے اپنے اوپر ذلت و شکست طاری کر لی ہے ہم نے اپنے آپ کو عام انسانوں کے برابر سمجھ لیا ہے اے غافل مسلمانو! تم اپنے آپ کو پہچانو تم دنیا کے امام ہو تم عام انسانوں کے رہبر ہو اقوام عالم کے سردار ہو تم کاروان عالم کے سالار ہو اپنی حیثیت کو سمجھو اور اپنے آپ کو اس کام کا اہل بناؤ جس کو خدا نے پسند کیا ہے خدا کی کتاب ہاتھ میں لو اس کے بھولے ہوئے سبق پھر سے اذبر کرو رسول کے احکام جن جن کو تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے ان کو اپناؤ کیونکہ رسول کی اطاعت در اصل خدا کی ہی اطاعت ہے جس نے رسول کی پیروی کی اس نے در اصل خدا کی اطاعت کی احکام رسول کے ذریعہ اپنے سامنے روشن کرلو اور صراط مستقیم پر چل پڑو۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہ ہرگز نہ سوچو کہ کوئی رہبر نہیں کوئی پیشوا نہیں دلوں میں شوق اور مقصد سے لگن ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے ہم ضرور ان کی رہنمائی کریں گے جس کے دل میں شوق منزل ہو اسکو کسی رہبری کی فرصت نہیں اسکی مثال دریا کی سی ہے جو بغیر کسی رہنما کے سمندر میں جا ملتا ہے۔ کتنی بڑی بدبختی ہے کہ آج مسلمان اللہ کے انعام سے محروم ہو چکا قرآن سے اس کی ہدایت حاصل کرنا چھوڑ دیا حدیثوں کے ذریعہ اپنے نبی کی تعلیمات سے روشنی حاصل کرنا ترک کر دیا ہے اپنے پیغمبری وراثت سے محروم ہو چکا آج مسلمان اپنی احتیاج کو خدا سے مانگنے کے بجائے دوسروں سے مانگ رہا ہے پیروں سے مشائخوں سے اولیائے کرام کی قبروں سے مدد طلب کر رہا ہے۔ سادھوؤں اور فقیروں سے دعاؤں کی درخواست کر رہا ہے۔ اللہ کا بندہ ہو کر اپنے آقا سے طلب کرنے کی بجائے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلا رہا ہے اگر آقا ہی نہ دے تو دوسرا کیا دیگا یہ جانتے ہوئے بھی کہ سب کچھ خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے دوسروں کے آگے گڑگڑا رہا ہے ہم مسلمانوں کی بے عقلی اور نادانی کی حد ہو گئی۔ دینے والا خدا فرماتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہاری درخواست قبول کرنے والا ہوں مگر یہ چوکھٹ دوسروں کے دروازے کھٹکھٹا رہا ہے۔

کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

پیروں سے مدد مانگنے والوں کے سلسلے میں قرآن کا حکم سنئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

"اے محمد کہدو کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے لئے بھلے برے کا مگر جو اللہ چاہے وہی ہوگا اور اگر میں غیب کی باتوں کو جانتا تو بہت سی خوبیاں جمع کر لیتا مجھ کو تکلیف اور برائی کبھی نہ پہنچتی میرا کام صرف یہی ہے کہ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈراتا ہوں اور نیک عمل پر خوش خبری سناتا ہوں یہ تو سب جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے برابر کوئی بندہ مقبول خدا نہیں پھر جب ان ہی کو اپنی جان کے نفع و ضرر کا اختیار نہیں اور وہ بھی غیب کی بات نہ جانتے تھے دوسرے امام اور پیر کس گنتی میں ہیں اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ مدد چاہنا اور حاجتیں مانگنا سوائے اللہ کے کسی کو لائق نہیں خواہ وہ پیر ہو یا پیغمبر اولیا ہو یا شہید بعض لوگ اپنی اولیاء پرستی کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہتے ہیں پیغمبر خدا صلعم نے بہت سی چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا یوں ہوگا اگر علم غیب ان کو نہ تھا تو پھر کیوں کر خبر دی ہے اسی طرح اولیاء اللہ کا بھی حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانی روز مرینگے ویسے ہی ہوا اور کسی سے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہوں گے سو چار ہی ہوئے اسی قسم کے ڈھکوسلوں سے وہ پیر پرستی کو جائز قرار دینا چاہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ رسول اللہ نے کچھ غیب کی باتیں بتائی ہیں تو وہ اللہ کے بتانے سے انہیں معلوم ہوئی اس کو علم غیب نہیں کہتے جس قدر خدا نے بتایا اسی قدر انھیں معلوم ہوا آپ جانتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں رو رو کر اپنی بینائی کھو چکے تھے انھیں معلوم نہ تھا کہ یوسف کہاں ہیں جب حضرت یوسف مصر کے بادشاہ ہوئے ہوئے اور خود ہی اپنی قمیص بھیجا تو انھیں معلوم ہوا اگر پیغمبر کو علم غیب ہوتا تو کیوں روتے" منافقوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تھی حضور کو بڑا رنج ہوا جب بہت دنوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرما دیا کہ عائشہ پاک ہیں منافق جھوٹے ہیں تو تب حضرت صلعم کو خبر ہوئی اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا۔ جنگ احد میں حضرت صلعم کی پیشانی بھی زخمی ہوئے دندان مبارک شہید ہوئے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو یہ دکھ کیوں جھیلتے جب پیغمبروں کا یہ حال ہے تو اولیاء کس قطار میں ہر چیز کا حال جاننا صرف اللہ ہی کی شان ہے قرآن میں ہے اے محمد صلعم لوگوں سے کہد یجئے کہ غیب کی بات زمین اور آسمانوں میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کام ہیں ایک تو دنیا میں لوگوں کو ہدایت کرنا اور آخرت میں گنہگاروں کی شفاعت کرنا ان دونوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بالکل اختیار نہیں دیا قرآن اٹھا کر دیکھیے کسی پیغمبر کو بھی اللہ نے کوئی اختیار نہیں دیا حضرت نوح علیہ السلام نے بہت چاہا کہ ان کی بیوی اور بیٹا دونوں مسلمان ہو جائیں خدا سے بار بار دعا کی لیکن دعا قبول نہیں ہوئی۔ حضور صلعم نے اپنے پیارے اور مہربان چچا ابو طالب کے حق میں دعا کی قبول نہیں ہوئی۔ اور کئی دوسرے لوگوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگی قبولیت کے بجائے عتاب آیا اور خدا نے فرمایا اے محمد تم جس کو پسند کرتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے کیونکہ وہی خوب جانتا ہے کہ راہ پر آنے والا کون ہے ذرا غور فرمائیے خدا کے اس حکم سے

بڑھ کر کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے پاس اپنی ہر دعا کو مقبول کروا لے گیا۔ پھر لوگ کیسے سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو خدا نے سب کچھ اختیار دے رکھا ہے کیا بڑے سے بڑے ولی اللہ خدا کے حبیب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑے اور برتر ہیں۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنا شرک نہیں تو کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اولیائے کرام خدائے پاک کے مقبول بندے اور اس کے دوست ہیں۔ باوجود لوگ یہ کیوں خیال کرتے ہیں کہ خدا نے ان کو ہر بات پر قدرت دے رکھی ہے کہ وہ جس کو چاہیں سرفراز کریں جسے چاہے اولاد عطا کریں جس کو چاہیں مال و دولت سے مالا مال کر دیں۔ یہ اختیارات تو خاص اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں کسی پیغمبر کو بھی خدا نے یہ قدرت نہیں بخشی تو اولیائے کرام کو کب دیگا۔ اگر لوگ کسی ولی کو اپنے اختیار کا مالک کہتے ہیں تو خدا کے لئے بتائیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے ایسے اختیارات سے کیوں محروم رکھا کیا ایک ولی چاہے وہ تمام اولیا کے سردار ہی کیوں نہ ہو نعوذ باللہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے مرتبے والے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کا ایسا عقیدہ ہے تو وہ صریحاً کفر ہے شرک ہے کفر و شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک بندے کے چاہے تو اور سب گناہ معاف کر دے مگر شرک کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو نہیں بخشتا جو اس کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس نے کسی کو خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے اللہ پر بہت بڑا طوفان باندھا۔ بھائیو! ہمارے اس زمانے میں شرک نے اپنی جڑیں دور دور تک پھیلا رکھی ہیں آج کل اچھے پڑھے لکھے والے پڑھے لکھے خدا اور [illegible] رنگ میں رنگے رہنے والے عبادت گزاروں میں بھی بہت سے آپ کو ایسے ملیں گے جو اولیاء پرستی میں انتہا درجے کی دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ اتنا ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے اس عمل کے جواز کے لئے قرآن اور حدیث کے صاف اور صریح احکام کو توڑ مروڑ کر اپنے لئے وہ شکلیں پیدا کر لیتے ہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ کے بندو تم جاننے والے ہو کر گور پرستی کرتے ہو اور اپنے عمل کے ذریعے جاہل عوام میں صریحاً شرک کی تبلیغ کرتے ہو کیا تمہیں خدا کا خوف نہیں کیا عزیز رسول کے احکام کی مخالفت کرتے تم کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں سنتے ہی وہ اپنے جامے سے باہر ہو جائیں گے اس قسم کی باتیں بتانے والے کو اولیائے کرام کا منکر ملک کا غدار قرار دیں گے اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ اولیائے کرام سے مرادیں مانگنے کے بارے میں قرآن و حدیث سے کوئی سند پیش کرو تو بغلیں جھانکنے لگیں گے۔ سبحان اللہ جس شرک کو مٹانے کے لئے قرآن اترا تھا پیغمبر آئے تھے وہی شرک اب مسلمان کرتے ہیں فرق اتنا ہے کہ کافر بتوں سے حاجتیں مانگتے تھے اب مسلمان بتوں سے تو نہیں مانگتے پیروں اور اولیاء سے حرم میں بیٹھ کر مانگتے ہیں۔ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے وہ انسان کی بھلائی کبھی نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آدمی اللہ کا بندہ بن کر رہے اس لئے طرح طرح کے جوڑ توڑ کرکے کبھی کسی کرامت کے پاس لا کھڑا کر دیتا ہے تو کبھی کسی کو پیر کے پاس۔ بھائیو!

یہ صرف قرآن حدیث کی باتیں ہیں۔ لوگوں کو بھولی ہوئی باتیں یاد دلائی ہیں میں اولیاء اللہ کے قدر دانوں میں ہوں مگر خدا کو چھوڑ کر ان سے مانگنے کا قائل نہیں۔ انشاء اللہ باقی آئندہ۔

عبدالرؤف

استفسار

سید اہل حدیث کشن گنج، بی پی [illegible] شعبان اور محرم کے روزہ کے متعلق جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے جماعت کا یہ متفقہ فیصلہ ہوا ہے کہ آپ سے اس سلسلہ میں فتویٰ حاصل کیا جائے اس پر جماعت عمل کرے۔ اب اللہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں شعبان کی پندرہویں شب کی عبادت اور پندرہویں ۱۵ ویں تاریخ کے روزہ کے متعلق اور محرم کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کے روزہ کے متعلق از روئے قرآن و سنت جواب دیں۔ بینوا توجروا۔

سائل حاجی عبدالرحمن [illegible] کشن گنج بہار

الجواب واللہ ہو الموفق للصواب

عاشورہ محرم کے روزے میں سب علماء کا اتفاق ہے کہ نفل روزوں میں عاشورہ کا روزہ افضل ہے البتہ یہود کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش کی آئندہ عاشورے کے ساتھ اور ایک روزہ زیادہ رکھونگا بنا بریں ۹ اور ۱۰ تاریخ کا روزہ مسنون ہے جس میں کسی عالم نے اختلاف نہیں کیا فتح الباری میں ۹ اور ۱۰ اور ۱۱ یا ۹ اور ۱۰ اور ۱۱ تاریخ میں روزہ رکھنا مستحب بتایا ہے اس مسئلہ میں زیادہ بحث کرنا عبث ہے۔

ماہ شعبان کا کوئی خاص روزہ شریعت میں متعین نہیں ہے اگر کوئی شخص نفل روزوں کا عادی ہے اور وہ ہر مہینے میں روزے رکھتا ہے تو اس کو اجازت ہے کہ حسب دستور شعبان میں بھی روزہ رکھے خصوصاً پندرھویں شب شعبان کا روزہ رکھنا بدعت ہے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں مشکوٰۃ کے باب الصیام التطوع میں ایک حدیث عمران بن حصین کی روایت سے آئی ہے وہ نذر کے روزے کے بیان میں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کا حکم دیا اگر یہ روزہ شعبان کی پندرھویں شب کا ہوتا تو آپ ہرگز قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے اسی طرح مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان میں ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے "قوموا لیلہا وصوموا نہارہا" اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور استاذی المکرم جناب مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری مرحوم نے موضوع قرار دیا ہے۔ چونکہ موضوع پر عمل کرنا حرام ہے اس لئے اس حدیث پر عمل کرنا حرام ہے۔

شعبان کی پندرھویں شب کی فضیلت پر جملہ مسلمین کا اتفاق ہے البتہ اس شب کی عبادت میں اختلاف ہے اس باب میں مختلف حدیثیں ہیں کچھ موضوع ہیں باقی ضعیف ہیں لیکن کسی حدیث میں بھی کوئی عبادت کا تعین نہیں ہے۔ البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیع الغرقد قبرستان میں مردوں کے لئے تشریف لے جانا دعائے مغفرت مانگنا دلیل ہے کہ کوئی شخص اس رات میں جاگتا رہے اپنے لئے اور اپنے مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے یا قرآن پڑھتا ہے یا استغفار پڑھتا ہے تو مسنون ہوگا۔ اور قابل اعتراض نہیں ہوگا مزید برآں فتح الباری باب صوم شعبان میں ہے حضرت اسامہ بن زید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ کیا بات ہے آپ دوسرے مہینوں سے زیادہ شعبان میں روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا اس مہینے میں اعمال رب العالمین کے سامنے پیش ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال کی پیشی کے وقت میں روزہ کی حالت میں رہوں۔ نیز اسی حوالہ میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال مرنے والوں کی موت اس ماہ شعبان میں لکھی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ میری موت لکھی جائے اس حالت میں کہ میں روزہ میں رہوں۔

ان احادیث سے ثابت ہے کہ اعمال کے فیصلے اور کتابت کے وقت بندہ عبادت میں معروف اور مشغول رہنا سنت نبوی ہے بنا بریں شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت اور اس میں حساب و کتاب ہونا ضعیف حدیثوں سے ثابت ہے تو مستحب ہے کہ لوگ بھی اس وقت عبادت کی حالت میں رہیں مثلاً ذکر اللہ، توبہ استغفار نوافل، تلاوت وغیرہ لیکن کوئی عبادت کو متعین نہ کرے تو بہتر ہے اگر کسی عبادت کو متعین کیا مثلاً دس رکعت پڑھنا ہوگا اور ہر رکعت میں دس بار قل ہو اللہ احد لازمی پڑھنا ہوگا وغیرہ وغیرہ تو بدعت اور بدترین حرکت ہے العیاذ باللہ منہ آمین۔

الحاصل شب مذکور میں غیر متعین عبادت مستحب ہے۔ سلف صالحین میں بعض ارباب علم اس شب میں بیداری کرتے تھے فی الحال میں ان کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا ہوں۔

نیز جائز مسائل دلیل کے محتاج نہیں ہیں بلکہ عدم جواز کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے نفل عبادات دلائل کی محتاج نہیں ہوتی البتہ ان کی نفی کے لئے دلیل کی ضرورت پڑتی ہے۔ بنا بریں شب شعبان میں نفل عبادت دلائل کی محتاج نہیں ہیں۔ البتہ ان کی نفی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے لیکن افسوس نفی پر کوئی دلیل نہیں ہے

حجیتِ حدیث

(از محمد عبدالرب محمدی آفتاب عمری مرکزی)

قسط نمبر (۱)

ضرورتِ حدیث

علما راست کا متفقہ فیصلہ

ہے کہ اسلامی شریعت کا قصرِ قرآن و سنت کی مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے اور دراصل ان دونوں کو اس قدر تلازم ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے مفقود ہونے کی صورت میں وہ محل قائم نہیں ہو سکتا اس کے در و دیوار میں پختگی و پائیداری نہیں آ سکتی اس کی بنیادوں میں تزلزل و انہدام کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے نقش و نگار بد دینی بولوں میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے اور یہ خوشنما و دلربا محل نظیر کمزوریوں کا پلندہ نظر آنے لگے گا قرآن و سنت کی تلازمی کیفیت بھی بالکل اسی کے مثل ہے ایک مومن و مسلم اپنے ایمان کی در و دیوار میں پائیداری و ثباتی اسی وقت لا سکتا ہے جب کہ وہ اس کے ادنیٰ حکم پر سرِ تسلیم خم کر دے اپنی خواہشات نفس پر کو اس کا تابع و مطیع بنا دے، اپنی گردن میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا قلادہ ڈال دے اور اس سے حاصل کردہ روشنی و تابانی سے اپنے مستقبل کی تاریک راہوں کو روشن کر دے اپنی دنیا بھی چلائے اور اپنی آخرت کی آبیاری بھی کرے ان حاصل کردہ علوم پر اپنی زندگی کا معیار قائم کرے اور دنیا کو بتلائے کہ صرف اور صرف مسلم کا متاعِ حیات، سرمایۂ زندگی قرآن و حدیث ہے۔ انہیں پر عمل پیرا ہو کر اس کا سرمایہ اس کا اندوختہ محفوظ و برقرار رہ سکتا ہے اس کی زندگی کا نظام چل سکتا ہے اور اپنے امور جسد سے ایک گہرا تعلق کوئی شفیق کر سکتا ہے اگر اس نے ایسا نہ کیا اس کے حکم کی پیروی و تابعداری نہ کی، اس کی اطاعت گزاری و فرمانبرداری کا قلادہ نہ ڈالا تو یقیناً وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی مثال بالکل اس تیر کی طرح ہو جاتی ہے جو کمان سے نکل کر دوبارہ کمان کی جانب رجعت نہیں کرتا۔ درحقیقت انسان اپنی زندگی کی گاڑی قرآن و حدیث پر صحیح سیراب کر ہی چلا سکتا ہے نہیں تو ظاہر ممکن ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کامرانی و کامرانی کا اپنے لئے لگائے قرآن و حدیث کی مثال بالکل ایک گاڑی کے دو پہیوں کے مثل ہے کہ جب تک یہ دونوں پہیے اپنا کام برابر کرتے رہتے ہیں گاڑی کا نظم و نسق برابر رہتا ہے اس کی چال ڈھال اور رفتار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ وہ اپنے سواری کو منزل پر پہنچانے میں ایک بہترین رول ادا کرتی ہے اور جب بھی اس میں خرابی پیدا ہوئی ایک بھی پہیہ الگ کر دیا گاڑی اپنا کام بند کر دیتی ہے اور جانے مسافر کو اپنے منزل تک پہنچانے میں ناکام رہتی ہے اسی طرح انسانی زندگی کے لئے قرآن و حدیث کی مثال دو پہیوں کی سی ہے کہ جب تک ایک انسان عمل پیرا ہوگا اور ان کو اپنی زندگی کا جزو بنائے گا۔ اس کا نظامِ زندگی نظم و نسق برقرار رہے گا آخرت بھی سنورے گی اور دنیا بھی اور اگر ان میں سے کسی ایک بھی عمل پیرا نہ ہوا تو اپنی گاڑی آگے بڑھانے میں ناکام ہو گا اور جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا ان پر عمل پیرا ہو جائے گا اپنے روزمرہ کے اعمال و افعال کو ان کی کسوٹی پر تولے گا وہ دائرہ اسلام کا سچا شیدائی و فدائی نہیں کہلایا جا سکتا۔ قرآن و حدیث کا ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

موجودہ دور کے نت نئے سیکڑوں فتنوں میں سے ایک فتنہ انکارِ حدیث کا بھی ہے۔ وہ سرے سے حدیث کے وجود کے قائل نہیں ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ شریعت اسلامیہ کا دارومدار صرف کتاب اللہ پر ہے اور حدیث و سنت کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں ہے حالانکہ یہ مسلم اصول و ضابطہ ہے کہ اللہ رب العزت ایک مقام پر نہیں بلکہ چالیس مقامات پر اپنی اطاعت کے ساتھ نبی کی اطاعت بھی ضروری اور لازمی قرار دی اور بتلایا کہ اگر میری رضامندی و رضا جوئی خوشنودی و پسندیدگی کے طالب ہو تو میرے رسول کی اتباع و پیروی کرو اس کے بتائے ہوئے احکام پر چلو تو تمہارے لئے فلاح و بہبود کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ خدائے عزوجل نے "اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون" فرما کر آپ کی اطاعت کو صلوٰۃ و زکوٰۃ کے کھاتے میں شامل کر دیا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" کا اعلان کر کے اطاعتِ رسول کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری قرار دیا۔ اس طرح جو متبعِ رسول ہو گا وہ سعید بھی ہو گا۔

حجیتِ نبوی سے روگردانی و اعراض کرنا درحقیقت احکامِ خداوندی کا انکار اور ان سے روگردانی و اعراض کرنا ہے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں ترکِ سنت کے بعد نہ کوئی اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکتا ہے اور نہ قرآن کریم ہی کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات مختصر بعض مجمل، بعض مشکل اور بعض متشابہ ہیں اور بعض میں رمز و کنایہ سے کام لیا گیا ہے مگر ظاہر ہے کہ انسانی فہم و ذکاوت سے بالاتر فصاحت و بلاغت کے بحرِ ذخار کلام کو سمجھنا اور آیات مختصر کو ظاہر کرنا اور آیات مجمل کو تفصیل سے بیان کرنا اور آیات مشکل کو سہل کرنا اور آیات متشابہ کو محکم بنانا اور آیات رمز و کنایہ کی صراحت و وضاحت کرنا انسانی عقل و فہم سے بالاتر ہے اس لئے اس کی تفسیر کرنے کے ضروری تھا کہ ہم ہی میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیا جاتا جس کے ذریعہ سے مکمل تفہیم و توضیح ہو سکے اس لئے اس نے ایک بشر کو اس کام کے لئے مبعوث فرمایا اب اس کے بعد قرآنی ہدایات و احکامات کی تفہیم کے لئے واجب و ضروری ہے کہ ہم اس فرستادہ خداوندی کی طرف رجوع کریں جس پر خداوند قدوس نے کلام جلی نازل فرمایا اور کلام خفی کو آپ کے قلب مبارک پر القا کیا۔ غرض کہ کلامِ خداوندی کے منشا و مقصد کو سمجھنے کے لئے کلامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا لازم و ملزوم ہے کیونکہ قرآن مجید میں بہت سی آیات ایسی ہیں کہ احادیثِ رسول کی طرف رجوع کئے بغیر ان کے معانی و مطالب سے آگاہ ہونا ممکن اور محال ہے۔ مثلاً:

(۱) تحویلِ قبلہ کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سیقول السفہاء من الناس ما ولٰہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔" اس کے بعد ارشاد ہے "وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ۔" اس آیت میں "التی کنت علیہا" کا کیا مطلب ہے؟ اس سے کس طرف اشارہ کیا گیا ہے؟ اس کی کیا تفصیل ہے؟ قرآن مجید میں اس کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے

(۲) سورہ توبہ میں کہا گیا ہے "لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم تروہا وعذب الذین کفروا وذٰلک جزاء الکافرین"

اس میں "ثم انزل اللہ سکینتہ" سے کیا مراد ہے؟ اور اس سے کس خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سارا قرآن مجید چھان ڈالئے اس میں کہیں بھی اس کی تفصیل ذکر نہیں کی گئی ہے۔

(۳) سورہ احزاب میں فرمایا گیا "فلما قضیٰ زید منہا وطراً" اس آیت کا کیا معنی ہے؟ نیز اس آیت میں کس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟ زید کون تھا؟ "منہا" سے کون خاتون مراد ہیں؟ اس کا بیان قرآن پاک میں نہیں ہے۔

(۴) سورہ جمعہ میں ارشاد ہوا ہے "واذا راوا تجارۃ او لہواً انفضوا الیہا وترکوک قائماً۔" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟ مگر وہ کیا واقعہ ہے؟ اس کا بیان قرآن میں نہیں ہے۔

(۵) سورہ تحریم میں کہا گیا ہے "یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک" آپ نے کس حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟ اس کی تفصیل سے بھی قرآن قاصر ہے۔

(د) جس وقت ان پارہ والا اعلیٰ ان آیات میں کسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ نابینا شخص جو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا وہ کون تھا؟ اس کی تشریح قرآن مجید میں نہیں بیان کی گئی ہے قرات کے خوف سے یہاں قرآن مجید کی چند آیات کو پیش کر دینے پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ اس جیسی بے شمار آیات اور بھی ہیں جن کی تفصیل بیان سے قرآن مجید خاموش ہے تو ان آیات کے معانی و مطالب سے آگاہی اور ان واقعات سے واقفیت کے لئے لازمی اور ضروری ہے اور ضروری ہے کہ سنت کا دامن پکڑے اور اسی سے وابستہ ہو جائے تاکہ اس سے آیات کی مکمل مفصل اور مدلل تفسیر و تشریح سے واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ ہر آیت اور ہر مسئلہ کو حدیث نبوی کی طرف رجوع کریں کیونکہ سنت نبوی کے مجموعہ کا نام ہی حدیث ہے۔ حدیث نبوی کی طرف رجوع کرنے کے بعد ہی تمام مسائل اور احکامات واضح اور جن شکل میں ہمارے سامنے آجاتے ہیں جن سے ہمیں کلی واقفیت ہو جاتی ہے اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

درحقیقت قرآن مجید ایک اصولی کتاب ہے اور اس کی تشریح و تفسیر تو حدیث رسول سے ثابت اور متعین ہوتی ہے مثلاً قرآن مجید میں اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کی تعداد اور اس کے اوقات اور اس کے طریقہ ادائے وغیرہ کا صراحت ذکر نہیں کیا گیا۔

اسی طرح زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے تفصیلی احکامات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اسی طرح عقد و نکاح بیع و شراء وصیت اور وراثت نیز معاشرتی و سیاسی اقتصادی اخلاقی اصلاحی اور دیگر تمام احکامات کا ذکر قرآن مجید میں مفصل طور سے نہیں کیا گیا بلکہ ان سب کی تفسیر و تشریح حدیث ہی سے معلوم ہوتی ہے

مقام سنت مثل قرآن ہے

وما ینطق سے عیاں ہے کہ بے شک کلام خدا ہے کلام محمد حدیث محمد میں مقام سنت مثل قرآن ہے کیونکہ دونوں منزل من اللہ ہیں اللہ ہی ہیں انہیں کسی مسلمان کو ذرہ برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ کے متعلق قرآن خود "وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی" کی شہادت پیش کر رہا ہے آپ نے فرمایا "الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ (السنۃ)" آگاہ ہو جاؤ! مجھے قرآن اور اس کا مثل اس کے ساتھ دیا گیا ہے اور وہ سنت ہے۔ یہاں مثلہ معہ کا لفظ غور طلب ہے۔

سنت کی اہمیت

ایک مسلمان کے لئے جہاں قرآن مجید کو ماننا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا اور اس کے اوامر کو پورا کرنا اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنا فرض ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو ماننا اور اس پر عمل کرنا اور آپ کی سنت پر اطاعت و فرمانبرداری کرنا لازمی ہے کوئی فرد اور کوئی شخص سنت نبوی سے اعراض اور روگردانی کر کے مومن و مسلم نہیں کہلا سکتا آپ نے خود فرمایا "لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی تمام خواہشات میری سنت کے تابع اور مطیع نہ ہو جائیں۔ اطاعت رسول کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم" یعنی فیصلہ خداوندی اور فیصلہ نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا عین ایمان ہے اور ان سے انحراف و روگردانی کرنا اور ان کے فیصلہ کے خلاف کرنا اور ان کی نافرمانی کرنا راہ راست سے بھٹک کر گمراہ ہونا ہے۔

میں یہاں پر چند احادیث نقل کرتا ہوں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگی۔ اتباع سنت کے بغیر کوئی فرد مومن مسلم نہیں ہو سکتا ابوداؤد میں ایک حدیث آئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو آگاہ ہو جاؤ میں قرآن کی اور اس کے مثل ایک کتاب دیا گیا ہوں خبردار ہو جاؤ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ایک آسودہ شخص اپنے تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھے گا اور کہیگا کتاب اللہ کو لازم پکڑو جو اس میں حلال پاؤ تو تم اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ تو اسے حرام جانو اور بے شک جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے وہ اللہ کے حرام کرنے کی مثل ہے خبردار! تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں اور کچلی والا درندہ اور پنجہ مار کر کھانے والے جانور حلال نہیں اور ذمی کی گری پڑی چیز حلال نہیں مگر یہ کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو جائے اور اگر کسی کے پاس مہمان آئے تو میزبان پر ضروری ہے کہ وہ اس کی مہمان نوازی کرے اور اگر وہ اس کی میزبانی نہ کرے تو مہمان حق ضیافت طلب کرنے کا حق دار ہے۔

عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو انہوں نے اس کو اس سے منع کیا تو اس نے کہا کہ "ائتنی بآیۃ من کتاب اللہ تنزع ثیابی" تو اس وقت عبدالرحمن بن یزید نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ "وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا"

اسی لئے امت کا اجماع ہے کہ حدیث رسول کتاب اللہ پر فیصلہ کرنے والی ہے جیسا کہ حضرت اوزاعی نے فرمایا ہے: "احتجت الامۃ علی ان السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ"۔

توحید و صفات باری تعالیٰ

از [illegible]

توحید

اللہ تعالیٰ کے وجود کے ماننے کے بعد اس کی وحدانیت کا ماننا سب سے زیادہ ضروری ہے یعنی یہ ماننا کہ وہ ہر صفت میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک اور مانند اور برابر نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ "لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا" یعنی آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ بھی ہوتے دونوں (آسمان و زمین) برباد ہو جاتے (انبیاء - ۲۲) دو یا دو سے زیادہ اللہ ہونے کو یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے ارادے ایک دوسرے کے خلاف ہوں۔ اسطرح کہ ایک اللہ جو ارادہ کرتا تو دوسرا اس کے خلاف ارادہ کرتا اور دونوں ارادے پورے نہ ہوتے اس طرح دونوں عاجز رہ جاتے تو وہ اللہ نہیں ہو سکتے اور اگر دونوں میں ایک کا ارادہ پورا ہوتا تو دوسرا عاجز رہ کر خدائی کے قابل نہ رہتا۔ اگر دونوں کا ارادہ ایک ہو تو پھر دوئی لاحاصل ہے۔

اللہ کی یہ شان ہے کہ وہ سب سے برتر ہو۔ اگر ایک سے زیادہ اللہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے برابر ہوں گے یا کم زیادہ۔ اگر سب برابر ہوں تو پھر سب سے زیادہ برتر کوئی نہ رہا اور کوئی اللہ نہ رہا اور اگر کم اور بیش ہوتے تو جو کم ہوگا وہ اللہ نہ ہوگا۔ اللہ وہی ہوگا جو سب سے بلند و برتر ہو اور باقی سب جو عاجز و محتاج و مجبور ہوں گے وہ اللہ نہیں ہو سکتے۔

اسلام جس بات پر فخر کرتا ہے وہ توحید ہے اور یہ فخر اس کا بجا ہے کیونکہ جس خاص قسم کی توحید اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے وہ کسی اور مذہب نے نہیں کی۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اسلامی توحید کے مقابلہ میں دنیا کے تمام مذاہب توحید پیش کرنے سے بالکل عاجز ہیں۔

توحید کی قسمیں

۱۔ توحید ربوبیت یہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور مالک صرف اللہ تعالیٰ کو مانا جائے اس کے برابر کسی کو نہ مانا جائے۔ (اس توحید کو مسلم اور غیر مسلم سب مانتے ہیں لیکن اس توحید کے ماننے سے نجات نہیں مل سکتی)

۲۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو الٰہ مانیں۔ صرف اللہ ہی کا ڈر سب سے دل میں ہو۔ صرف اللہ ہی پر ہمارا بھروسہ ہو ہم اس کے ساتھ نہایت درجہ محبت رکھیں ویسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو۔ اللہ ہی کو ہر طرح کے نفع اور نقصان کا مالک جانیں اور یہ جانیں کہ اس کے کارخانے میں سوائے اس کے کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ اگر تمام دنیا کے جن و انس کسی کو نفع پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے۔ اگر اللہ نہ چاہے اسی طرح اگر تمام دنیا کے انسان اور جن کسی کو کچھ نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے اگر اللہ کی مرضی نہ ہو۔ (اس توحید کی تعلیم صرف اسلام نے دی ہے) اسلام نے جو توحید دنیا کو

بقیہ توحید صفات باری تعالیٰ

سکھائی ہے۔ اس کا عنوان ہے لا الٰہ الا اللہ۔ کلمے کو تو ایک چھوٹا سا دلچسپ فقرہ ہے مگر معنی کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ اس توحید کی اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسول بھیجے۔ کتابیں نازل کیں۔ صرف اسی توحید کو نہ ماننے سے کافر ہوتا ہے۔ اور اسی توحید پر چلنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے (۱) ایک یہ کہ اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اللہ نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے (۲) دوسرے یہ کہ مرنے پر ایمان لائے (۳) تیسرے بعد موت اٹھائے جانے پر ایمان لائے (۴) تقدیر کا یقین کرے (ترمذی تحقیق الصحیح مسلم)

حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا (۱) اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سوا سب سے زیادہ محبوب ہو (۲) جس کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے اس سے محبت کرے اور (۳) کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو (بخاری) کیا خوب فرمایا ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے

موحد چہ بر پائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس
ہمین است بنیاد توحید و بس

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ موحد یعنی اللہ کی وحدانیت کا واضح یقین رکھنے والا اس قدر پختہ عقیدہ کا ہوتا ہے کہ اگر آپ اس کے قدموں پر کئی من سونے کا ڈھیر ڈال دے یا کوئی اس کے سر پر تلوار رکھ دے کسی حالت میں وہ کسی لالچ میں آتا ہے اور نہ کسی سے سوائے اللہ کے ڈرتا ہے کسی سے وہ عقیدہ توحید کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا یعنی جب انسان کے دل میں دین اسلام پوری طرح سما جاتا ہے تو نہ کسی لالچ کا اس پر اثر ہوتا ہے اور نہ کسی کا ڈر اسے ایمان سے پھر جانے پر مجبور کر سکتا ہے۔

فرعون کی بیوی کا ایمان لانا

ان بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا رضی اللہ عنہا۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ حضرت ابو العالیہؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ فرعون کی لڑکی کا سر فرعون کے داروغہ کی بیوی گوندھ رہی تھیں، اچانک کنگھی ان کے ہاتھ سے گر گئی اور ان کے منہ سے نکل گیا کہ کفار برباد ہوں۔ اس پر فرعون کی لڑکی نے پوچھا کہ کیا میرے باپ کے سوا کوئی اور تمہارا رب مانتی ہے؟ انہوں نے کہا میرا اور تیرے باپ کا اور ہر چیز کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنے باپ کو اس کی خبر دی۔ فرعون نے انہیں بلا کر خود پوچھا کہ کیا تم میرے سوا کسی اور کی عبادت کرتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میرا آپ کا اور تمام مخلوق کا رب اللہ ہے میں اسی کی عبادت کرتی ہوں فرعون نے حکم دیا کہ انہیں چت لٹا کر ان کے ہاتھ پیروں پر میخیں گاڑ دیں اور سانپ چھوڑ دیئے جو انہیں کاٹتے رہے۔ پھر ایک دن آیا اور کہا اب بھی تیرے خیالات درست ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا اور تیرا اور ساری مخلوق کا رب اللہ ہی ہے۔ فرعون نے کہا اب تیرے سامنے میں تیرے لڑکے کو ٹکڑے کر دوں گا ورنہ اب بھی میرا کہا مان لے اور اس دین سے باز آجا۔ انہوں نے کہا جو کچھ تو کر سکتا ہے کر ڈال۔ اس ظالم نے ان کے بیٹے کو پکڑوا منگایا اور ان کے سامنے اسے مار ڈالا۔ بچے کی روح نکلی تو اس نے کہا اے ماں تو خوش ہو جا تیرے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے ثواب تیار رکھے ہیں اور فلاں فلاں نعمتیں ملیں گی۔ انہوں نے صبر کیا اور راضی برضا ہو کر بیٹھی رہیں۔ فرعون نے پھر انہیں اسی طرح بندھوا دیا اور سانپ چھوڑ دیئے پھر ایک دن آیا اور اپنی بات دہرائی ان بیوی صاحبہ نے پھر نہایت صبر و استقلال سے وہی جواب دیا۔ اس نے ان کے دوسرے بیٹے کو بھی ان کے سامنے قتل کرایا۔ اس بچہ کی روح نے بھی وہی خوشخبری سنائی۔ (باقی آئندہ)

العزم الی بیت الحرم

مدیر عزیز امسال قرعہ اندازی میں

میں ناکام رہا امسال کامیابی کی امید ہے انشاء اللہ کامیاب رہوں گا۔ بصورت کامیابی ۱۰ شعبان المعظم میں بیت اللہ کے لئے کوچ کا ارادہ ہے اشتیاق ہے کہ رمضان کا مہینہ حرم میں گذاروں اللہ میری سعی کو قبول کرے تو یہ اپنا چوتھا حج

پہلے مجھے دیکھئے

اگر اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کی خریداری ختم ہو چکی ہے اب بذریعہ منی آرڈر سالانہ چندہ بھیج دیجئے یا وی پی کرنے کی اجازت دیجئے ورنہ خریداری بند کر دی جائے گی مزید تبلیغی اطلاع ملنے تک خاموشی کی صورت میں پرچہ وی پی بھیجا جائے گا جس کو وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی کے خرچ سے بچ سکتے ہیں۔

بضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل

آئینہ (تصویر سنت کا جامع ہمارا اخبار عزیز) ۳۰ ستمبر کو بمبئی سے روانہ ہوں گا اور واپسی کے بعد پھر اخبار عزیز جاری ہو گا)

امیدوار شفقت حال عبدالعزیز رحمانی ایڈیٹر

جماعت اہلحدیث کرنول کو مبارکباد

کرنول کے محلہ ... میں قادر شاہ درگاہ والی قدیم قبرستان ہے اس پر ایک شخص نے اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا اور جھوٹے سند منصف کورٹ میں داخل کیا اس کی تائید اور حمایت کے لئے کرنول کی جماعت اہلحدیث کے نام نہاد قاضی فضل الرحیم نے منصف کورٹ میں حلفیہ جھوٹی گواہی دی کہ یہ قبرستان نہیں ہے بلکہ سادہ زمین اس شخص کی ملکیت ہے۔ حالانکہ بعد انتقال ہونے کے زمین دکھا کر کے اسی قبرستان ہے نہایت شرم ہے کہ یہ شخص خود کو قاضی کہتا ہے اور کورٹ میں جھوٹی گواہی دیتا ہے اس کی جماعت اہلحدیث کو شرم کرنا چاہئے۔ جماعت مسجد سلطان ...

نوٹ: ... اخبار میں شائع کیا کہ یہ شخص ... ہے۔ اس شخص نے جھوٹ بولنا جھوٹی گواہی دینا بڑے گناہ ہیں۔ جھوٹے حقوق ثابت کرنا جب اور گناہ ہیں لوگوں پر بہتان باندھنا مرنے والوں کی حرمت ریزی کرنا پھر کرنا معمولی بات ہے چنانچہ اس نے گورنمنٹ کی مہر لگا دیا اور جھوٹی تحقیقات حاصل کیا ہے۔ ورنہ کرنول کا اصلی اور سچا قاضی سید عبدالحق صاحب ہیں۔ جماعت اہلحدیث کو اس کی جھوٹی تحقیقات سے پرہیز کرنا اور یاد رکھنا چاہئے کہ دھوکے کی ٹٹی ضرور ایک دن گرنے والی اور جماعت اہلحدیث کرنول کو نادم اور پشیمان کرنے والی ہے۔ اس شخص نے اپنے باپ کو بھی گورنمنٹ قاضی بتایا ہے۔ حالانکہ اس کا باپ گورنمنٹ قاضی بھی نہیں تھا یہ سفید جھوٹ ہے۔ اللہ بچائے آمین۔

(مدیر)

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر
عبدالعزیز رحمانی
نے ... الکٹرک پریس ... حیدرآباد میں چھپوا کر دفتر عزیز کرنول سے شائع کیا

(218) خریدار نمبر ... H. 1034

TO Dr. Ameeruddin sb
Behand Naka Tappa Chabuttra
Hyderabad - 6

FROM
AZIZ MONTHLY KURNOOL

500006